عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۱۷ تا ۲۳ ذوالقعدہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۳۶

مصر کی صورت حال

لمحۂ فکریہ

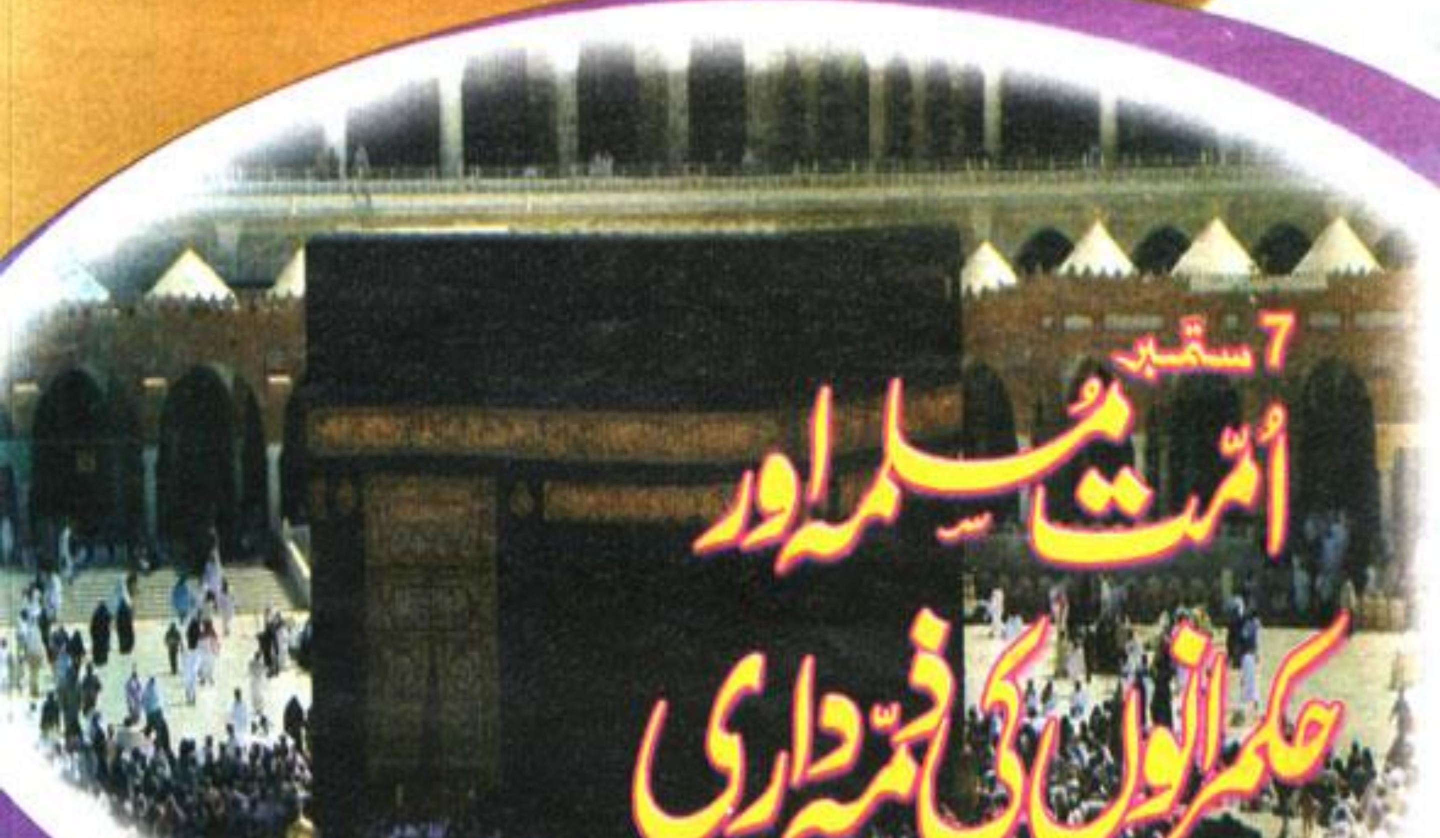

7 ستمبر

اُمّتِ مُسلمہ اور حکمرانوں کی ذمّہ داری

عقیدہ ختم نبوت اور انگریزی نبی

وقت امانت ہے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

جمعرات/جمعہ درود شریف کثرت سے پڑھنا

ابوحسان، کراچی

س:...... کیا جمعرات اور جمعہ والے دن درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے؟

ج:...... جی ہاں! شب جمعہ کو درود شریف کی کثرت کرنی چاہئے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس وقت فرشتوں کی جماعتیں خصوصی طور پر متعین ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک درود شریف پڑھنے والے کے درود کو پہنچا دیتی ہیں۔

قادیانیوں کو مکان، دکان کرائے پر دینا

س:...... اگر معلوم ہو کہ سامنے والا شخص قادیانی ہے تو کیا اس کو مکان، دکان بیچنا یا کرایہ پر دینا جائز ہے؟

ج:...... قادیانی زندیق اور مرتد کے حکم میں ہیں اور کسی بھی مرتد و زندیق کو کوئی بھی چیز فروخت کرنا یا اس سے خریدنا یا اس کا تعاون کرنا جائز نہیں، اس لئے اگر پہلے ہی معلوم ہو جائے کہ یہ شخص قادیانی ہے تو اس کو مکان یا دکان کرایہ پر نہ دیں اور نہ فروخت کریں اور اگر کرایہ پر دینے کے بعد معلوم ہو تو فوراً خالی کرالیا جائے۔

سوتیلے بیٹے کا جائیداد میں حصہ

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے دوسری شادی کی، دوسرے شوہر سے اس عورت کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے جبکہ پہلے شوہر سے بھی ایک بیٹا ہے، اب دوسرے شوہر کا انتقال ہوگیا تو ورثہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ کیا دوسرے شوہر کے ورثہ میں سے اس عورت کے پہلے بیٹے کا بھی حق ہے یا نہیں؟ اسی طرح یہ بیٹا اپنی ماں کا وارث ہوگا کہ نہیں؟ تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

سائل: محمد شعیب

ج:...... صورت مسئولہ میں مرحوم کی کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں ایک حصہ مرحوم کی بیوہ کا اور ایک حصہ مرحوم کی بیٹی کا اور دو، دو حصے مرحوم کے تینوں بیٹوں میں ہر ایک کو ملیں گے اور مرحوم کا سوتیلا بیٹا جو کہ بیوہ کے پہلے شوہر سے ہے وہ ان کا وارث نہیں ہوگا بلکہ وہ اپنی ماں کا وارث ہوگا، اسی طرح اپنے سگے باپ کا بھی وارث ہوگا۔ مختصر یہ ہے کہ اپنے سوتیلے باپ کا وارث نہیں ہوگا۔

نابالغ بچوں کے مال پر زکوٰۃ نہیں

س:...... ایک شخص کے تین بیٹے ہیں جو کہ نابالغ ہیں، اس نے تینوں بیٹوں کے لئے ایک ایک دکان انویسٹمنٹ کے طور پر خرید کر رکھی ہوئی ہے اور نیت بھی اس کی یہی ہے کہ

مولانا محمد اعجاز مصطفی

میں نے ان کو دے دیں، اب یہ ان کی ملکیت ہیں مگر اس نے بچوں کے نام نہیں کیں تو کیا اب اس پر زکوٰۃ ہوگی؟

سائل: عاطف خان

ج:...... ہر دکان خریدتے وقت اگر بچوں کی نیت تھی یا خریدنے کے بعد ان کی نیت کرلی تو وہ بچوں کی ملکیت ہوجائیں گی۔ کاغذوں میں نام کرنا ضروری نہیں اور بچے نابالغ ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں اور نہ ہی باپ کے ذمہ زکوٰۃ ہے۔ واللہ اعلم۔

انویسٹمنٹ کی نیت سے جائیداد پر زکوٰۃ

س:...... انویسٹمنٹ کی غرض سے پلاٹ، فلیٹ، دکان یا گھر وغیرہ خریدا جائے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی؟ اور اگر زکوٰۃ دینی ہوگی تو کس حساب سے دیں؟ جتنے میں خریدا ہے اس پر زکوٰۃ نکالیں یا جو اس کی مارکیٹ ویلیو ہے اس پر، اگر قیمت خرید زیادہ تھی اور اب قیمت فروخت کم ہے تو زکوٰۃ کس حساب سے ادا کریں۔

ج:...... انویسٹمنٹ کی نیت سے خریدی گئی پراپرٹی پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی اور زکوٰۃ ادا کرتے وقت جو بھی اس پراپرٹی کی مارکیٹ ویلیو ہو، اس کے مطابق ادا کریں۔ قیمت خرید پر نہیں، خواہ مارکیٹ ویلیو کم ہو یا زیادہ ہو، زکوٰۃ ہر حال میں اسی کے حساب سے ادا کی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

عالمی

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۲ — ۱۶ تا ۲۲ ذوالقعدہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۱۳ء — شمارہ: ۳۶

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

خدارا! علمائے کرام کو بدنام نہ کریں!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
مصر کی صورت حال.... لمحہ فکریہ	۷	قاری محمد حنیف جالندھری
۷ ستمبر.... امت مسلمہ اور حکمرانوں کی ذمہ داریاں	۹	مولانا سمیع الحق
وقت امانت ہے (۲)	۱۴	ڈاکٹر عبدالواسع شاکر
عقیدۂ ختم نبوت اور انگریزی نبی!	۱۵	مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی
سید فرحت حسین ترمذی، اللہ کو پیارے ہوگئے!	۱۹	محمد یعقوب، اسلام آباد
مرزا قادیانی اور اسلامی عبادات (۵)	۲۱	شیخ راحیل احمد، جرمنی
صرف ایک سوال	۲۵	مفتی ابوعکاشہ
گستاخان رسالت کا عبرتناک انجام	۲۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جنت کے مناظر

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

جنت کے گرد مشقتوں کا احاطہ

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے گرد ناگواریوں اور مشقتوں کی باڑھ کی گئی ہے، اور دوزخ کے گرد خواہشات کی باڑھ کی گئی ہے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۹، ۸۰)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب اللہ تعالیٰ نے جنت و دوزخ کو پیدا فرمایا تو جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ: جاؤ جنت کو اور میں نے اس میں جنتیوں کے لئے جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، ان کو دیکھو! چنانچہ جبریل علیہ السلام گئے جنت کو اور جنت کی نعمتوں کو دیکھا، واپس آکر عرض کیا کہ: آپ کی عزت کی قسم! جو شخص بھی جنت کو سن لے گا، اس میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔ پس حق تعالیٰ شانہٗ نے حکم فرمایا کہ جنت کے گرد مشقتوں اور ناگواریوں کا احاطہ کردیا جائے، چنانچہ کردیا گیا۔ پھر جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ: وہاں دوبارہ جاؤ اور دیکھو کہ میں نے اہل جنت کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے؟ جبریل علیہ السلام دوبارہ گئے تو دیکھا کہ اس کے گرد مشقتوں اور ناگواریوں کا احاطہ کردیا گیا ہے، واپس آئے تو عرض کیا کہ: آپ کی عزت کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ: جاؤ! دوزخ کو اور اس کے اندر اہل دوزخ کے لئے جو عذاب تیار کر رکھا ہے، اس کو دیکھ کر آؤ! وہ گئے تو دیکھا کہ اس کا ایک حصہ دُوسرے حصے پر سوار ہو رہا ہے، واپس آکر عرض کیا کہ: آپ کی عزت کی قسم! ایسا کوئی بھی نہ ہوگا جو اس کو سن لے، پھر اس میں داخل ہوجائے۔ پھر حق تعالیٰ شانہٗ کے حکم سے اس کے گرد خواہشات کی باڑھ کردی گئی، تو جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ: اس کو دوبارہ دیکھ کر آؤ! وہ دوبارہ دیکھ کر آئے تو عرض کیا کہ: مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کوئی شخص بھی اس میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۸۰)

جنت اور دوزخ کی باہمی گفتگو

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جنت و دوزخ کا مباحثہ ہوا، جنت نے کہا کہ: مجھ میں کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے، اور دوزخ نے کہا کہ: مجھ میں سرکش اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے دوزخ سے فرمایا کہ: تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ذریعے جس سے چاہوں گا انتقام لوں گا! اور جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے، میں تیرے ذریعے جس پر چاہوں رحمت کروں گا!" (ترمذی، ج:۲، ص:۸۰)

ادنیٰ جنتی کے ناز و نعمت کا بیان

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ادنیٰ مرتبے کا جنتی وہ ہوگا جس کے اسّی ہزار خدام ہوں گے، اور اس کی بہتر بیویاں ہوں گی، اور اس کے لئے موتی، زبرجد اور یاقوت کا اتنا وسیع قبہ نصب کیا جائے گا جتنا کہ جابیہ اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے۔ دُوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اہل جنت میں سے جس شخص کا بھی انتقال ہوا، خواہ وہ کم عمر کا ہو یا زیادہ عمر کا، جنت کے اندر سب کے سب تیس سالہ جوان ہوں گے اور ہمیشہ اسی عمر کے رہیں گے (سن و سال سے ان کی جوانی میں تغیر نہیں ہوگا)۔ اور اہل دوزخ بھی اسی طرح ہوں گے۔ تیسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اہل جنت کے سروں پر ایسے تاج ہوں گے کہ ان کے ادنیٰ موتی کی چمک سے مشرق سے مغرب تک پوری زمین روشن ہوجائے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۸۰)

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مؤمن جب جنت میں اولاد کا خواہش مند ہوگا تو اس کا حمل، وضع حمل اور بچے کا بڑا ہونا ایک گھڑی میں ہوجائے گا، جیسا کہ مؤمن چاہے گا۔ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے (کہ جنت میں اولاد بھی ہوگی یا نہیں؟) بعض فرماتے ہیں کہ: جنت میں بیویوں سے مقاربت تو ہوگی مگر اولاد نہیں ہوگی۔ حضرت طاؤس، مجاہد اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ سے اسی طرح مروی ہے، اور امام اسحاق بن ابراہیم رحمہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کہ: "جب مؤمن جنت میں اولاد چاہے گا تو ایک گھڑی میں جیسی اولاد چاہے گا ہوجائے گی" کے بارے میں فرمایا کہ: مگر مؤمن جنت میں یہ چاہے گا ہی نہیں۔ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابورزین عقیلی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ: اہل جنت کے یہاں جنت میں اولاد نہیں ہوگی۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۸۰)

حورانِ بہشتی کا ترانہ

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جنت میں حورعین کا ایک اجتماع ہوتا ہے، وہ بلند آواز سے کہ ایسی آواز مخلوق نے کبھی نہیں سنی، یہ کہتی ہیں کہ: ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں، پس ہلاک نہیں ہوں گی، اور ہم ہمیشہ ناز و نعمت میں رہنے والیاں ہیں، پس کبھی تنگی اور مشقت میں مبتلا نہیں ہوں گی، اور ہم راضی رہنے والیاں ہیں، پس کبھی ناراض نہیں ہوں گی، پس مبارک ہے وہ شخص جو ہمارا ہوا اور ہم اس کی ہوں۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۸۰)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

خدارا! علمائے کرام کو بدنام نہ کریں!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

سچ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ’’حبک الشئ یعمی ویصم‘‘... یعنی کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے... بالکل یہی صورت حال آج کل ہمارے ان بھائیوں اور پاکستانیوں کی ہے، جنہوں نے چند لوگوں کے بہکاوے میں آکر راتوں رات امیر کبیر بننے کے خوبصورت خواب دیکھے تھے اور اپنی زندگی بھر کی پونجی اور تمام اثاثہ جات اس مصنوعی کاروباری بھٹی میں جھونک دیئے۔ اب حالت یہ ہے کہ مضاربت کے نام پر رقوم ہتھیانے والے منظر سے غائب ہیں اور رقوم کے مالکان اور ان کے کاروباری ایجنٹ پریشان اور بدحال ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ علمائے کرام کو بدنام اور اس فراڈ کا ذمہ داران کو قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ جلد نمبر ۳۲، شمارہ نمبر ۱۳، مطابق یکم تا ۷/ اپریل ۲۰۱۳ء میں راقم الحروف نے ’’مشتبہ کاروبار سے بچنے کا حکم‘‘ کے عنوان سے اداریہ لکھا تھا اور ایک کرم فرما کا خط اس میں نقل کیا تھا، جس میں اس نے دردِ دل سے کہا تھا کہ:

’’جناب! آج کل ہماری ہی صفوں میں سے اور ہمارے ہی حلقوں میں سمجھے جانے والے کچھ نام نہاد علماء اور دین دار حضرات کی طرف سے ایک بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو رہا ہے جو کہ آپ کے سلف اور مولانا لدھیانوی شہیدؒ کے خلف حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے الفاظ میں: ’’رہبر کے روپ میں راہزن‘‘ کے صحیح مصداق ہیں۔ میری مراد وہ علماء حضرات اور تبلیغی احباب ہیں جو کہ آج کل مضاربت کمپنیوں کی آڑ میں لوگوں سے دھڑا دھڑ رقوم لے رہے ہیں اور جعلی نفع اور ناجائز کمیشن کے مکروہ دھندے میں جکڑے جا رہے ہیں۔ آج تک نہ تو کسی نے ان حضرات کا کوئی کاروبار دیکھا ہے اور نہ ہی ان حضرات نے کسی مستند دارالافتاء سے جواز کا فتویٰ لیا ہے۔ بس عوام میں یہ مشہور کرواتے ہیں کہ یہ علماء کا کاروبار ہے اور اپنے دینی تشخص اور اعتماد کی بنیاد پر لوگوں سے بھاری رقم لے رہے ہیں۔ ان میں اکثریت تبلیغی اداروں سے فارغ التحصیل حضرات کی ہے (میرے خود بھی تبلیغی اسفار ہو چکے ہیں اور اندرون ملک سال بھی لگ چکا ہے) یہ لوگ ہر شہر میں وہاں کے بڑے علماء کا نام لے کر جھوٹ بولتے ہیں کہ ہمارے پاس ان کی رقم بھی لگی ہوئی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہر شخص کی رسائی ان علماء تک نہیں ہوتی، نیز خود ان لوگوں کا حلیہ اور لباس بھی عالمانہ ہوتا ہے، اس لئے لوگ ان کا نام سن کر اعتماد کرتے ہیں اور اپنی رقم لگا لیتے ہیں۔‘‘

اس کے بعد رئیس المحدثین، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ کا وہ خط نقل کیا گیا تھا جو تبلیغی جماعت کے ذمہ داروں کے نام حضرت نے لکھا تھا اور اس کے بعد راقم الحروف نے تحریر کیا تھا کہ:

’’اس کمپنی کے مالکان و ذمہ داران سے گزارش کریں گے کہ وہ اپنے کاروبار کی نوعیت اور طریقہ کار کو ملک کے مشہور و معروف دارالافتاء، مدارس اور جامعات کے مفتیان عظام اور علماء کرام کے سامنے پیش کریں، بلکہ بہتر ہوگا کہ ’’الف‘‘ سے لے کر ’’ی‘‘ تک تمام مراحل اور امور کا ان حضرات کو معائنہ کرائیں اور ان سے شریعت کی روشنی میں اس کاروبار کی تصدیق و تائید اور سند حاصل کریں اور عوام سے بھی ہم درخواست کریں گے کہ جب تک یہ حضرات اپنے کاروبار کے شرعی جواز کی تصدیق و تصویب پاکستان کے مشہور و معروف دارالافتاء سے حاصل نہ کرلیں، اس وقت تک ان سے معاملات کرنے میں احتیاط اور اجتناب برتیں۔

ان ارید الا الاصلاح ماستطعت وما توفیقی الا باللہ۔‘‘

اس تحریر کے بعد اگرچہ بعض لوگوں کی طرف سے اس پر ناراضگی کے فون آئے، لیکن الحمدللہ! یہ بھی سننے میں آیا کہ کئی حضرات نے اس اداریہ کے پڑھنے کے بعد اپنی

رقوم واپس لے لیں اور بہت سوں نے اس نام نہاد مضاربت میں رقم لگانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

بہرحال جن لوگوں کی رقم ڈوبی ہے انہوں نے بھی کوئی سمجھداری اور ہوش مندی کا مظاہرہ نہیں کیا اور نہ ہی ان لوگوں نے کوئی عقل مندی اور دانش مندی سے کام لیا جنہوں نے دین داری کے لبادہ میں عوام کی رقوم کو شیر مادر سمجھ کر اسے ہضم کیا اور لوگوں کو فاقوں پر مجبور کیا۔ اب پیش آمدہ صورت حال میں ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ میڈیا اور سرکاری اداروں کو بھی چاہئے کہ ایسا فراڈ کرنے والوں کو ضرور بے نقاب کریں، لیکن اس کی آڑ میں کسی مسلک، کسی ادارہ یا جماعت کو اس میں خواہ مخواہ ملوث اور بدنام نہ کریں، جیسا کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری اور دوسرے علمائے کرام نے اس خبر میں فرمایا کہ:

"اسلام آباد (وسیم عباسی) علماء کرام نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ ۱۴۰ ارب روپے کے مضاربہ اسکینڈل کی تحقیقات کرے اور اس جعل سازی میں ملوث تمام افراد کو سزا دی جائے، کیونکہ اس کی وجہ سے تمام مذہبی طبقے کی بدنامی ہو رہی ہے۔ علماء نے دی نیوز سے بات کرتے ہوئے اس اسکینڈل کے حوالے سے نیب کے انکشافات پر حیرت کا اظہار کیا، جس کے مطابق نام نہاد مفتیوں نے معصوم مسلمانوں سے سود سے پاک بینکاری کے نام پر وصول کردہ اربوں روپے سے ہیروں کی اسمگلنگ میں سرمایہ کاری کی۔ معروف عالم دین اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سیکریٹری جنرل قاری محمد حنیف جالندھری کا کہنا ہے کہ نیب اور دیگر ایجنسیوں کو چاہئے کہ وہ معاملے کی مکمل تحقیقات کریں اور اگر کسی شخص کے خلاف جرم ثابت ہو تو اس کے خلاف قرار واقعی کارروائی کی جائے۔..... انہوں نے کہا کہ کچھ بدعنوان عناصر کی جانب سے جعل سازی کو مذہبی طبقے یا کسی مکتبہ فکر سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ پارلیمنٹ کی مسجد کے امام قاری احمد الرحمن نے بھی قصورواروں کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ لٹیروں کا دیوبند مکتبہ فکر سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ بدعنوان ٹولہ ہے جو کہ مذہب کے نام پر معصوم مسلمانوں کو بے وقوف بنا رہا ہے۔....." (روزنامہ جنگ کراچی، ۸؍ستمبر ۲۰۱۳ء)

اور اب تو یہ خبر ریکارڈ پر آگئی ہے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زعماء نے پہلے ہی علماء کو خبردار کر دیا تھا کہ یہ ایک بہت بڑی سازش ہے اس سے دور رہا جائے، جیسا کہ روزنامہ امت کراچی میں ہے:

"کراچی (اسٹاف رپورٹر) جید علمائے کرام نے پراسرار مضاربت میں دینی طبقے کو ملوث کرنے کی سازش کا ادراک کرتے ہوئے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ اس فتنے سے بچا جائے۔ اس ضمن میں صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مولانا سلیم اللہ خان نے مولانا فضل الرحیم اور دیگر علماء کے نام دسمبر ۲۰۱۲ء میں خطوط بھیجے تھے، جس میں انہوں نے کہا کہ بظاہر علماء سے محبت کے دعویدار، کچھ چالاک قسم کے لوگوں نے تاجروں کے بھیس میں بہت سی تجارتی کمپنیاں بنائی ہیں اور علماء کو اپنی خیرخواہی کا جھانسہ دے کر لوگوں سے رقم وصول کرنے کے لئے انہیں کمیشن ایجنٹ بنا رکھا ہے۔ کئی برسوں کی شب و روز محنت اور تحقیق کے نتیجے میں ہم پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ درحقیقت یہ کوئی کاروبار اور مضاربت نہیں، بلکہ دجل و فریب سے بھرپور حرام پر مشتمل کاروبار ہے، جس میں ایک گھناؤنی سازش کے تحت علما اور مذہبی طبقے کو ملوث کیا جا رہا ہے۔ مولانا سلیم اللہ خان نے اپنے مکتوب میں تمام علماء کو محتاط کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ میری درد بھری نصیحت، بلکہ وصیت ہے کہ خدارا! اس فتنے سے امت کی حفاظت کے لئے تمام صلاحیتیں صرف فرمائیں اور ان علماء کا دست و بازو بنیں جو اس سلسلے میں محنت کر رہے ہیں۔ تبلیغی مرکز زکریا مسجد راولپنڈی نے بھی ایک اخبار میں اشتہار کے ذریعے ۹؍نومبر ۲۰۱۲ء کو اعلان لاتعلقی کیا اور کہا تھا کہ اس مضاربت سے تبلیغی جماعت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ عوام الناس تبلیغی جماعت کے مراکز کے نام پر کسی کاروبار میں شریک ہو کر دھوکا نہ کھائیں، اسی طرح جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، دارالعلوم کراچی، جامعۃ الرشید اور دیگر مدارس کی جانب سے بھی مضاربے کے عمل اور شرائط کو مبہم قرار دیتے ہوئے اس کو ناجائز قرار دیا گیا تھا.....۔" (روزنامہ امت کراچی، ۱۰؍ستمبر ۲۰۱۳ء)

جامعہ بنوریہ عالمیہ کے رئیس شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد نعیم صاحب نے بھی روزنامہ امت سے بات چیت کرتے ہوئے اس تاثر کی نفی کی کہ:

".... اس مضاربت میں جامعہ بنوریہ کا کوئی کردار ہے۔ ان کا موقف تھا کہ جامعہ کے مفتیان سے جو سوال کیا گیا تھا، شرعی حیثیت کے مطابق اس پر فتویٰ دیا گیا۔ فتویٰ سوال کے جواب میں دیا جاتا ہے، جو ہم نے دیا۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اس میں سرمایہ کاری کرو! جب کہ ہم نے باقاعدہ اشتہار کے ذریعے اس سے لاتعلقی بھی کی اور مدرسین سے حلف نامے بھی جمع کئے، جس میں ان سے حلف لیا کہ وہ اس مضاربت کے تحت کوئی لین دین نہیں کریں گے، اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ ہمارے مدرسے کی انتظامیہ اور مدرسین اس میں ملوث ہیں۔ شہریوں نے فتویٰ دیکھ کر نہیں، بلکہ لالچ میں آکر پیسے جمع کرائے۔" (روزنامہ امت کراچی، ۱۰؍ستمبر ۲۰۱۳ء)

بہرحال دین کے لبادہ میں مضاربت کے نام پر لوگوں سے بہت بڑا فراڈ کیا گیا اور اس کی آڑ میں اب دین والوں سے لوگوں کو متنفر کرنے کی کوشش کی جاری ہے۔ اس کی جتنا بھی مذمت کی جائے، وہ کم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق پر چلنے اور دین والوں کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ بجاہ سید الانبیاء والمرسلین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

مصر کی صورت حال... لمحہ فکریہ

قاری محمد حنیف جالندھری، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مصر میں اس وقت جو افسوس ناک، الم ناک اور شرمناک صورتحال ہے اس پر ہر درد دل رکھنے والا انسان پریشان اور فکرمند دکھائی دیتا ہے لیکن اس صورتحال سے سبق سیکھنے اور اسے مدنظر رکھتے ہوئے مستقبل کے اہداف کی تعیین اور راستوں کے انتخاب کا طرز عمل دیکھنے میں نہیں آ رہا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس صورتحال کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے، اس پر خوب غور وخوض کر کے اس کے پس منظر اور پیش منظر کو سامنے رکھا جائے اور اس بات کی فکر کی جائے کہ باقی دنیا اور بالخصوص عالم اسلام کے دیگر ممالک کو اس قسم کی صورت حال سے کیونکر بچایا جاسکتا ہے۔

مصر میں ظلم وستم کا جو بازار گرم ہے وہ تو اپنی جگہ لیکن اس صورتحال میں اسلامی دنیا کے حکمرانوں کا طرز عمل سب سے زیادہ افسوس ناک ہے۔ صرف ایک ترکی کے رہنماؤں کی طرف سے جرأت مندی کا مظاہرہ سامنے آیا لیکن باقی اسلامی دنیا کے حکمران گوگو اور تذبذب کی کیفیت میں ہیں یہ صرف مصری کا معاملہ نہیں بلکہ شام میں جس انداز سے مظلوموں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے، برما میں مسلمانوں پر جس انداز سے عرصہ حیات تنگ کیا جارہا ہے اور فلسطین کے مسلمان عرصے سے جس جبر وتشدد کی چکی میں پس رہے ہیں ان تمام مسائل میں عالم اسلام کے ارباب اختیار واقتدار کا طرز عمل سب سے زیادہ افسوس ناک بلکہ شرمناک ہے اگر ترکی کی طرح صرف دو چار اسلامی ممالک کے حکمران ہی درست طرز عمل اپنالیں، جرأت مندی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں تو دنیا کا نقشہ بدل سکتا ہے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ حکمرانوں کو بار ہا آزمانے کے باوجود آج بھی ہم ایک مرتبہ پھر او آئی سی جیسے اداروں اور ان بے ثمر حکمرانوں سے توقعات وابستہ کیے بیٹھے ہیں اور خود امت کے نوجوانوں کو کوئی لائحہ عمل دینے سے قاصر ہیں۔ اس صورتحال میں ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومتی سطح پر نہیں بلکہ کسی فورم، کسی پلیٹ فارم یا کسی ادارے کی سطح پر عالم اسلام کے عالی دماغوں، اہل علم اور ارباب فضل وکمال کو جمع کیا جائے اور اس صورتحال کا کوئی حل پیش کیا جائے، عالم اسلام کے نوجوانوں کو کوئی راستہ دکھایا جائے کیونکہ نوجوان اور عوام اس وقت ہر کوشش، ہر جدوجہد اور ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ اس کی ایک جھلک سوشل میڈیا پر دکھائی دی۔ مصری شہداء سے اظہار یکجہتی اور مسجد رابعہ العدویہ میں جام شہادت نوش کر جانے والوں سے منسوب علامتی نشان کی کروڑوں کی تعداد میں لوگوں نے جس طرح پذیرائی کی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی اس خاکستر میں بہت سی چنگاریاں موجود ہیں انہیں کوئی رخ دینے اور منزل کا پتہ بتانے کی ضرورت ہے۔

مصر میں ہونے والے قتل عام اور شام میں ڈھائے جانے والے مظالم پر اقوام متحدہ اور دیگر مغربی ممالک کی خاموشی بلکہ جانبداری نے ایک مرتبہ پھر ان کے دوہرے معیار کا بھانڈہ بیچ چوراہے پھوڑ ڈالا ہے۔ اگر سوڈان کے عیسائیوں کو کوئی کانٹا چبھتا ہے تو وہ سب یکجا ہو جاتے ہیں، مشرقی تیمور میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں، افغانستان پر سب متحد ہو کر یلغار کر دیتے ہیں لیکن مصر، شام، فلسطین اور برما سمیت دیگر اسلامی ممالک میں کوئی بھی قیامت ٹوٹ پڑے ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، انسانی حقوق کے علمبردار ٹس سے مس نہیں ہوتے، جمہوریت، جمہوریت کا راگ الاپنے والوں کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔ مصر میں ہونے والے حادثات واضح کرتے ہیں کہ انسانی حقوق، جمہوریت، آزادیٔ اظہار جیسے تمام نعرے محض فریب ہیں، یہ مفاد پرستی اور خودغرضی پر چڑھائے گئے ایسے لبادے ہیں جن کو طاقت ور اور طاغوتی قوتیں ہمیشہ اپنے مفادات اور مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ اس لئے اس صورتحال میں ہماری آنکھیں بھی کھل جانی چاہئیں اور اگر کسی سطح پر کسی قسم کی غلط فہمی ہے تو وہ بھی دور ہو جانی چاہئے۔

مصر اور شام کی صورتحال کا سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ان دونوں ممالک میں دونوں طرف کلمہ گو موجود ہیں۔ مصر میں اسلام پسندوں اور روشن خیالوں کے مابین جبکہ شام میں جبر ومظلومیت کی جنگ کو فرقہ واریت کا رنگ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس صورتحال سے بھی نجات کے لئے فکر کرنی چاہئے، امت مسلمہ کے رہنماؤں کو رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینا چاہئے لیکن

اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے ملک اور اپنے معاشرے کی بھی فکر کرنی چاہیے کیونکہ یہ دوریاں اور خلیج راتوں رات نہیں پیدا ہوتی، بلکہ قتل وغارت گری کے یہ بیج برسوں عشروں پہلے بوئے جاتے ہیں، ان کی آبیاری کی جاتی، انہیں بتدریج پروان چڑھایا جاتا ہے اور بالآخر اس طرح کے حادثات رونما ہوتے ہیں۔ ہم اگر اپنے حالات کا جائزہ لیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں بھی پرویز مشرف کی شکل میں ایک حسنی مبارک مسلط کیا گیا جس نے پاکستانی معاشرے کو اسلام پسندی اور سیکولر ازم کے دو کیمپوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی، اس نے فوج اور عوام کو ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آرا کیا، اس نے لال مسجد میں معصوم طلباء وطالبات پر فوج کشی کرکے اس خلیج کو اپنی آخری حدوں تک پہنچانے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمیں پرویز مشرف سے تو نجات مل گئی لیکن اس نے ہمارے معاشرے میں جو کانٹے بوئے، نفرتوں کی جو فصل کاشت کی ان کانٹوں کو شاید ہمیں صدیوں چننا پڑے۔ آج پرویز مشرف تو اگرچہ حفاظتی حصار میں ہے لیکن اس ملک کے سیکولر فاشسٹ اور دانش فروش معاشرے میں تفریق کو ہوا دے رہے ہیں اور بتدریج اس معاشرے کو بھی اسی پٹڑی پر چڑھانے کی کوشش ہورہی ہے، جس پر چلتے چلتے مصر اس صورتحال سے دوچار ہوا۔ اسلام اور دوقومی نظریے کی بنیاد پر معرض وجود میں آنے والی اس اسلامی ریاست کو پٹڑی سے اتارنے، اس ریاست کے باسیوں کا عقیدہ اور نظریہ تبدیل کرنے اور ان کو مصر کی طرح باہم دست وگریبان کرنے کے لئے ہر حربہ آزمایا جارہا ہے، فحاشی کو ہوا دی جارہی ہے، کہیں بے دینی کا سیلاب ہے، کہیں اسلام دشمن پالیسیاں ہیں، کہیں آئینی، قانونی اور جمہوری طریقے سے اس ملک میں بہتری لانے کی کوشش کرنے والوں کا راستہ روکا جارہا ہے، کہیں دینی مدارس کے لئے مسائل ومشکلات میں اضافہ کیا جارہا ہے، کہیں علماء کرام پر چھاپوں اور گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ایسے میں پاکستان سے محبت رکھنے والوں اور اسلام سے وابستگی رکھنے والوں کو اس بات کی فکر کرنی چاہیے کہ کہیں یہاں بھی خاکم بدہن کبھی مصر جیسی صورت حال نہ پیدا ہوجائے اور اس فکر کے ساتھ ساتھ اپنے وطن اور امت مسلمہ کے لئے دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۹؍ستمبر ۲۰۱۳ء)

ہر عروجے را زوال... حاصل تمنائی

شام پر گر جارحیت کی تو پھر
مہر مغرب شام میں ہوگا غروب
سچ ہے حاصل "ہر عروجے را زوال"
ڈھلتا سورج شام میں جائے گا ڈوب

مولوی فقیر محمد مرحوم کی بیٹی، نواسہ اور نواسی حادثہ میں جاں بحق

فیصل آباد...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات فیصل آباد کے مولوی فقیر محمد مرحوم کی رحلت کو ایک سال پانچ ماہ ہوئے تھے کہ ان کی بیٹی، نواسی اور نواسہ تینوں ۱۴؍اگست ۲۰۱۳ء بروز بدھ شام ساڑھے چار بجے کے قریب جھنگ بازار فیصل آباد میں ایک مکان کی چھت گرنے کے نتیجہ میں یہ تینوں اپنے حقیقی مالک سے جاملے۔ مولوی فقیر محمد مرحوم کی بیٹی اور نواسی حافظ قرآن اور عالمہ تھی۔ نواسہ ایک اسکول میں ٹیچر تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ بلاشبہ یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ ۱۴؍اگست رات گیارہ بجے ڈی ٹائپ کالونی گول مسجد میں تینوں کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور ڈی ٹائپ کالونی کے قبرستان میں جہاں مولوی فقیر محمد کی قبر بھی ہے۔ اس قبرستان میں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کردیا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں، کارکنوں اور جناب عابد پوری نے مرحوم کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کو جوار رحمت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

تین باتیں

☆...... تین چیزیں انسان کو تباہ کردیتی ہیں: حرص، حسد اور غرور۔

☆...... ابلیس تین آدمیوں کی طرف توجہ نہیں دیتا: ایک وہ جو سدا اپنی تعریف کرتا رہے، دوسرا وہ جو اپنے چھوٹے نیک کام کو بڑا کرکے بتائے، اور تیسرا وہ جو گناہ کرکے بھول جائے۔

☆...... تین کی خبر تین مواقع پر ہوتی ہے: بہادر کی جنگ میں، حلیم کی غضب میں اور بھائی کی مصیبت میں۔

☆...... مومن کی علامات تین ہیں: راست گوئی، ایفائے عہد اور دیانت داری۔

☆...... دولت تین چیزوں کا نام ہے: علم، شرافت اور عبادت۔

☆...... اللہ کی رحمت تین باتوں سے حاصل ہوتی ہے: ترک گناہ، کثرت شکر اور عبادت سے۔

☆...... علماء کی موت سے دین، فقراء کی موت سے دل اور امراء کی موت سے میخانے کی رونق ختم ہوجاتی ہے۔ (انتخاب: اے ایل طاہر)

۷ستمبر امت مسلمہ اور حکمرانوں کی ذمہ داریاں!

مولانا سمیع الحق (چیئرمین دفاع پاکستان کونسل)

۷ستمبر 1974ء ہماری تاریخ کا نہایت تابناک دن تھا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے اس دن اپنے الگ الگ اجلاسوں میں آئین میں ترمیم کا ایک تاریخی بل اتفاق رائے سے منظور کرلیا، جس کے تحت قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

۷ستمبر 1974ء کی شام کو تمام مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ کا جو عظیم اور مبارک فیصلہ ہوتے دیکھا، یہ ہر مسلمان کے لئے خوشی کا باعث تھا۔ بجا طور پر ہر فرد ایک دوسرے کو مبارک باد دیتا تھا، پوری ملت اسلامیہ جسد واحد کی طرح یکجا ہوکر مسرتوں سے جھوم اٹھی۔ قادیانیت کے مورچے پر فتح مندی کے بعد امت مسلمہ اور پورے عالم اسلام میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی، لیکن اس عظیم فیصلے کے بعد قادیانیت کے خلاف تحریکیں چلانے والے بہت سے لوگ اس فیصلے کے بعد مطمئن ہوکر بیٹھ گئے، وہ یہ سمجھے کہ اب ان کی ذمہ داریاں ختم ہوگئیں، حالانکہ ایسا نہیں تھا، عملاً قادیانیت اپنی ظاہری اور پس پردہ سرگرمیوں کے لحاظ سے اب تک ملت اسلامیہ کے لئے ایک فتنہ بنا ہوا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ کوئی خطرہ صرف آئین میں ترامیم سے ختم نہیں ہوسکتا۔ راقم الحروف نے مختلف فورموں پر ان خدشات کا اظہار بھی کیا اور اپنے مجلّہ ''الحق'' کے صفحات میں بار بار امت مسلمہ کو متوجہ کیا کہ اس فیصلے کے بعد آئین کے تمام قانونی اور ذیلی تقاضے پورے کئے بغیر قادیانیت مسلمانوں کے لئے پہلے سے زیادہ خطرناک ثابت ہوسکتی ہے کہ اب اسے آئینی تحفظ اور غیر مسلم شہریوں کے حقوق کے پردے میں امت مسلمہ کے خلاف اپنی تمام حسرتیں نکالنے کا موقع مل سکتا ہے۔

قومی اسمبلی میں جب قرارداد اقلیت منظور ہوئی تو راقم نے اس وقت بھی لکھا تھا کہ یہ نہایت بے بصیرتی اور عاقبت نااندیشی کی بات ہوگی کہ سانپ کو زخمی کردینے کے بعد نہ صرف یہ کہ اسے کھلا چھوڑ دیا جائے، بلکہ اس کے زخموں کا اندمال کیا جائے۔ دشمن کے عزائم، کردار، سرگرمیاں اور اس کی پوری تاریخ سامنے آجانے کے باوجود بھی اس کے ساتھ ایسا سلوک رواداری یا وسیع النظری نہیں بلکہ ملک وملت سے غداری کہلائی جاسکتی ہے، اس لئے آئینی ترمیم کے فوراً بعد اس کے تقاضے پورے کرنا چاہئے تھے۔ اس ضمن میں خود ناچیز نے صدر ضیاء الحق مرحوم سے وفاقی مجلس شوریٰ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ کرانے میں بھرپور جدوجہد کی اور الحمدللہ! قانون سازی کی گئی مگر اس وقت بھی انہی خدشات اور امت مسلمہ کے مستقبل اور عالم اسلام کے درد میں کوئی بخل کئے بغیر بلالحاظ مشرب ومسلک صاحبان علم وفضل اور مختلف مکاتب فکر کے زعماء وعلماء، اہل قلم اور ارباب فکر کو اظہار خیال کی دعوت دی۔ اس سلسلے میں نہ حزب اقتدار اور اختلاف میں تفریق کی نہ اپنوں اور غیروں میں۔ ہم نے پوری فراخ دلی سے کام لیا، یہاں تک کہ اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان، وزیر قانون اور وزیر مذہبی امور تک کو بھی اظہار خیال کی دعوت دی اور ملک بھر کے جدید تعلیمی اداروں، یونیورسٹیوں اور سیاسی جماعتوں کے سربراہوں کو ایک سوالنامہ بھیجا کہ قادیانیوں کے آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے فیصلے اور اس کے قانونی اور ذیلی تقاضوں پر اظہار خیال فرمائیں۔ ان میں سے اکثر حضرات کی سعادت مندی تھی کہ انہوں نے حتی المقدور حصہ لیا اور کثیر تعداد میں مشائخ، علماء اور مفکرین نے اپنے اپنے تاثرات بڑی فراخ دلی سے بیان فرمائے۔

سوال نامے کی چار شقیں تھیں:

(1) آئینی فیصلہ کے بارے میں آپ کے تاثرات وخدمات؟ (2) کیا اس فیصلے کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہوگئی؟ (3) ملک وبیرون ملک قادیانی فتنے کے سیاسی اور دینی اثرات؟ (4) ان مہلک اثرات کے تعاقب کا طریقہ کار اور لائحہ عمل؟

ان سوالات کے جواب میں زعماء امت نے جن تقاضوں کا ذکر کیا تھا کم وبیش چالیس سال گزرنے کے باوجود وہ آج بھی توجہ طلب ہیں اور ان کی ہر رائے آج بھی تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے حوالے سے کام کرنے والوں کے لئے سنگ میل ثابت ہوسکتی ہے۔

راقم الحروف نے ۷ستمبر یوم ختم نبوت کے حوالے سے چند چیدہ اکابر کے تاثرات سے اقتباسات لئے ہیں، جو آج کے اس تاریخی دن کی

منا سبت سے پیش ہیں:

شیخ محمد صالح القزاز (سیکرٹری رابطہ عالم اسلامی)

درحقیقت یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ حق غالب ہوا اور باطل مٹ گیا۔ اس لئے کہ اس فرقے نے زمین میں فساد برپا کیا تھا اور اس کی گمراہ کن جھوٹی دعوت تقریباً 99 برس تک پھیلی رہی جو یورپ اور افریقہ میں بہت سے مسلمانوں کی فکری گمراہی اور کجروی کا ذریعہ بنی۔ آج ہم اس فرقہ ضالہ کی رسوائی اور اس کی ریشہ دوانیوں کی قلعی کھل جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہیں کہ اس کے بعد اس فرقے کے قدم کہیں نہ جم سکیں گے۔ ہمیں توقع ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی ان لوگوں کی سازشوں، خفیہ مذموم منصوبوں اور ان فریب کاریوں پر گہری نظر رکھیں گے، جو یہ لوگ سچے اور حقیقی مسلمانوں کے خلاف بروئے کار لاتے رہتے ہیں۔

مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)

پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو خارج از اسلام اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی جو تاریخی تجویز پاس کی ہے، یہ درحقیقت علماء دیوبند اور برصغیر کے علماء اسلام کے اس اقدام کی تائید اور تصویب ہے، جو آج سے 60 سال پہلے اس فرقے کے گمراہی اور خارج از اسلام ہونے کی طرف کیا گیا تھا۔ عالم اسلام کے اس متفقہ فیصلے کے بعد پاکستان کے علماء حق اور عامۃ المسلمین مستحق مبارک باد ہیں کہ انہوں نے قادیانی فتنے کے ارتداد کے بارے میں اپنے اور تمام مسلمانان عالم کے موقف حق کی حکومتی سطح پر تائید وتوثیق حاصل کرنے میں پہل کی ہے۔ توقع ہے کہ دیگر ممالک اسلامیہ کے علماء و عامۃ المسلمین بھی فتنۂ قادیانیت کے بالکلیہ انسداد کو اسلامی حمیت کے تحت ہر ممکن تقویت وتائید پہنچانے میں دریغ نہ کر کے عنداللہ ماجور اور عندالمسلمین مشکور ہوں گے۔ بلاشبہ عالم اسلام کا یہ فیصلہ اور اس کی تائید وتوثیق قادیانیوں کی تلبیس کاریوں سے مسلمانان عالم کو بچانے کا ایک اہم ترین ذریعہ ثابت ہوگا، اس لئے عموماً تمام علماء اور مسلمانان ہندو پاک اور خصوصاً علماء دیوبند اسلام کے تحفظ کے اس بین الاقوامی فیصلہ کرنے والوں کو دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اس آخری دین کو زیادہ سے زیادہ غیبی نصرت وتائید مرحمت فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمد عزیر گل کاکاخیلؒ (اسیر مالٹا)

مجلس عمل نے جو کام کیا قابل صد آفرین ہے۔ کام کی ابتدا ہوئی، ختم نہیں ہوا۔ ایک کام حکومت کا ہے دوسرا رعایا کا۔ رعایا کا کام مجلس عمل کے حکم کی تعمیل ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ

(بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

اسلام میں ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے والے افراد کی حیثیت بالکل واضح اور غیر متنازعہ ہے اور پوری امت کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر اب تک ایسے لوگوں کے کافر اور خارج از اسلام ہونے پر اتفاق ہے۔ اسی روشنی میں مرزا غلام احمد اور ان کے ہر قسم کے پیروکاروں کو بھی پوری امت مسلمہ نے خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ

مجموعی طور پر قوم اور اس کے نمائندوں نے ایک تاریخی فیصلہ صادر فرما کر دستوری طور پر مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو خارج از اسلام قرار دے دیا اور انہیں پارسی، سکھ، ہندو، عیسائی، بدھسٹ، شیڈول کاسٹ (اچھوت، چوہڑے چماروں) کی صف میں لا کھڑا کیا اور یہ طے کر لیا کہ: (1) جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو کسی قسم کی نبوت، کسی شکل، کسی خیال کے مطابق حق ہے وہ غیر مسلم ہے۔ (2) جو شخص ایسی کسی نبوت کا اپنے لئے دعویٰ کرتا ہے وہ غیر مسلم ہے۔ (3) جو ایسے مدعی نبوت کو نبی مانتا ہے وہ غیر مسلم ہے۔ (4) جو ایسے مدعی نبوت کو مذہبی مصلح مانتا ہے وہ غیر مسلم ہے۔ یہ بھی طے ہوا کہ جو مرزائی منافق بن کر خود کو مسلمان کہلائے وہ ختم نبوت کے خلاف تبلیغ نہیں کر سکے گا، اگر کرے گا تو سزا کا مستوجب ہوگا، جو دو سال قید بامشقت تک ہو سکتی ہے۔ جو مرزائی اپنے کو کافر تسلیم کرے تو وہ دستور کے مطابق اپنے مذہب کی تبلیغ قانون اور امن عامہ کے دائرے میں کرے گا۔ اگرچہ ایسے واضح غیر مسلم شخص کی تبلیغ کا کسی پر اثر پڑنے کا کوئی خاص خطرہ نہیں ہے لیکن مسلمانوں کو ان فیصلوں پر خوش ہو کر غفلت نہیں برتنی چاہئے۔ ابھی اس مسئلہ سے ذیلی مسائل بہت سے پیدا ہو رہے ہیں، ان کا حل بھی ضروری ہے۔ عنقریب میں اس سلسلے میں حکومت کے نمائندوں سے مل کر ان چند مسائل کے حل کو تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ اللہ توفیق دے۔ بظاہر ذیلی مسائل یہ ہیں:

تجاویز ومسائل:

(1) مرزائیوں کے دونوں گروہوں کے اوقاف کو حکومت اپنی تحویل میں لے، تاکہ اسلام کی اشاعت کے لئے لوگوں نے جو جائیدادیں وقف کی ہیں ان کی آمدن غیر اسلامی کسی مذہب کی اشاعت پر صرف نہ ہوں۔

(2) ربوہ میں واقع سفید زمین کو مسلمانوں میں فوراً تقسیم کر کے اسے کھلا شہر قرار دینے کی عملی صورت پیدا کی جائے۔

(3) لاہوری گروہ نے انجمن بنائی ہے، وہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے موسوم ہے، اسے یہ نام قانوناً تبدیل کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ اب وہ اسلام

کی اشاعت کا کام نہیں کر رہا۔

(4) مرزائی اپنی تبلیغ اسلام کے نام سے نہیں کر سکیں گے، ان پر قانونی پابندی عائد کرنا ہوگی، اس لئے کہ ان کا مذہب اب قانوناً اسلام نہیں رہا۔

(5) اسلام کی مخصوص اصطلاحات جو صرف اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ مختص ہیں، ان کے استعمال سے انہیں قانوناً روکنا ہوگا، مثلاً مسجد، امیر المومنین، خلیفہ، صحابی، ام المومنین وغیرہ وغیرہ۔

یہ اور اس قسم کے امور ہمارے دستوری فیصلے کے لازمی نتائج ہیں، جب تک ان نتائج کو بروئے کار نہیں لایا جاتا دستوری فیصلہ صرف کاغذی فیصلہ کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی

(بانی جماعت اسلامی پاکستان)

قرارداد میں ایک ترمیم 7 ستمبر کو قومی اسمبلی نے آئینی ترمیم کے علاوہ ایک قرارداد یہ بھی منظور کی ہے کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ الف کے بعد دفعہ ب کا اضافہ کیا جائے، جس میں درج ہو کہ: "ایک مسلمان جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے مفہوم مندرجہ آئین پاکستان دفعہ 260 شق نمبر 3 کے خلاف عقیدے کا اعلان یا اس کے خلاف عمل یا تبلیغ کرے وہ قابل سزا (تعزیر) ہوگا۔"

عمل درآمد کیلئے قانون سازی کی ضرورت

نیشنل اسمبلی کے فیصلے پر عمل درآمد کے لئے کچھ مزید قانون سازی بھی ناگزیر ہے۔ مثال کے طور پر انتخابی قوانین میں ایسی ترمیم ہونی چاہئے جن کے مطابق ووٹروں کے فارم میں نام درج کراتے وقت ہر لاہوری اور ربوی مرزائی پر یہ قانوناً لازم قرار دیا جائے کہ وہ اپنے آپ کو غیر مسلموں کے خانے میں مرزائی درج کرے۔

کلیدی ملازمتوں پر قبضہ کی تلافی

قادیانیوں نے سول اور بالخصوص فوجی ملازمتوں میں مسلمانوں کے حقوق پر جس طرح غاصبانہ اور ناروا قبضہ کر رکھا ہے اس کا تدارک اور تلافی بھی ضروری ہے۔

اختلاف سے اجتناب

قادیانیوں کے بالمقابل مسلمانوں نے جس اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کیا ہے اسے دائماً قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جزوی اختلافات اگر ہوں تو انہیں مناسب حدود کے اندر رہنا چاہیے۔

تبلیغ اور دعوت کا حکیمانہ کام

قادیانیوں کی دستوری تکفیر کے بعد ایک ضروری کرنے کا کام یہ بھی ہے کہ قادیانیوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ کے اسلوب و انداز میں قادیانیت سے تائب ہونے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جائے۔

صمدانی رپورٹ کی اشاعت

اس سلسلے میں ہمارا ایک مطالبہ یہ بھی مسلسل ہونا چاہئے کہ صمدانی رپورٹ کو من و عن شائع کیا جائے اور جو لوگ اس رپورٹ کی رو سے مجرم ہیں، ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ نیز جو مزید سیاسی و انتظامی اقدامات اس رپورٹ کی روشنی میں ناگزیر ہوں ان کو فوراً عمل میں لایا جائے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (ندوۃ العلماء لکھنؤ)

اس ایک فیصلہ نے افہام و تفہیم اور اطمینان قلب کی وہ خدمت انجام دی، جو علماء کی سینکڑوں تصنیفات اور ہزاروں تقریریں نہ انجام دے سکتیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام اور تبلیغ اسلام کے نام سے "احمدیت" کی تبلیغ کا جو کام کیا جاتا تھا، وہ بے اثر اور بے بنیاد ہوگیا۔ اس فیصلہ کی اثر انگیزی اور انقلاب آفرینی کے باوجود علماء کی ذمہ داری کم نہیں ہوئی بلکہ بڑھ گئی۔ مسئلے کا فیصلہ اگرچہ حکومتی اور انتظامی سطح پر ہوگیا لیکن علمی اور فکری سطح پر ابھی اس کو مختتم کرنے کے لئے ختم نبوت کے موضوع پر بلند پایہ اور یقین آفرین سنجیدہ اور محققانہ کتابوں اور مضامین کی ضرورت ہے۔ کم سے کم عربی، اردو اور انگریزی زبانوں میں اور بڑی قابل قدر اور فاضلانہ کتابوں کی موجودگی میں جو اس وقت تک تصنیف ہوئی ہیں، اب بھی اس کی ضرورت ہے۔

علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ (صدر مجلس عمل)

ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہوئی بلکہ آئینی نقوش کو جب تک عملی جامہ نہ پہنایا جائے اس وقت تک مقصد ناتمام ہے۔ اسلام در کتاب مسلمانان در گور والا معاملہ ہوگا، ملک کے اندر قادیانیوں کا کچھ رد عمل ہے وہ تذبذب ہے مایوسی ہے اور زیادہ سے زیادہ گیدڑ بھبکی ہے اور کچھ نہیں۔ باہر کے ممالک میں حتیٰ کہ انگلستان میں بھی اس کے اچھے اثرات مرتب ہو رہے ہیں لیکن افریقہ کے ممالک میں اس آئینی فیصلہ کی اشاعت اور عام کرنے کی بڑی ضرورت باقی ہے۔ حکومت کو اپنا بین الاقوامی دامن بچانے کے لئے ضرورت ہے کہ عربی، انگریزی، فرانسیسی زبانوں میں اس فیصلہ کی اشاعت اپنے سفیروں کے ذریعے تمام عالم میں کرنی چاہئے۔ اس وقت جو کچھ حکومت کی پالیسی ہے اس میں تسامح، تغافل، تذبذب بلکہ ایک گونہ نفاق ہے، اس لئے عملی صورت میں کوئی اقدام نہیں کیا، نہ ان قیدیوں کو رہا کیا، نہ ربوہ کو باقاعدہ تحصیل کی شکل دی ہے، نہ فارغ علاقہ ان سے واپس لیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مرکز سے زیادہ پنجاب گورنمنٹ کی دوغلی پالیسی یا طرف دارانہ پالیسی کا نتیجہ ہو۔ بہرحال حالات اگر مایوس کن نہیں تو زیادہ امید افزا بھی نہیں ہیں۔

(جاری ہے)

وقت امانت ہے!

گزشتہ سے پیوستہ

ڈاکٹر عبدالواسع شاکر

وقت کو ضائع کرنے والی چیزیں:

وقت کو ضائع کرنے والی چیزوں میں سب سے پہلا نمبر ٹیلی ویژن کا ہے۔ ایک عام امریکی دن میں تین سے چار گھنٹے ٹی وی دیکھتا ہے۔

ٹیلی ویژن کے بعد اب دوسرا نمبر موبائل فون کا ہے، ہمیں یہ اندازہ کرنا چاہیے کہ روزانہ ہم کتنے گھنٹے ٹیلی فون پر صرف کرتے ہیں؟ اوسطاً ایک موبائل فون پر روزانہ بیس کالز اور بارہ ایس ایم ایس موصول ہوتے ہیں، اگر آپ اس وقت کو کنٹرول نہیں کرسکتے تو روزانہ ایک سے دو گھنٹے فون کال اور ایس ایم ایس کا جواب دینے میں لگ جائیں گے، اپنے ٹیلی فون پر گزرے ہوئے وقت کا اندازہ اور تعین کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو اس حوالے سے ایک نظم میں لانے کی ضرورت ہے، اگر ہم ہر فون کال کا جواب اسی وقت دینا چاہیں گے تو ہم نہ آرام کرسکتے ہیں نہ کوئی سنجیدہ کام اور نہ کوئی میٹنگ ہی پوری توجہ کے ساتھ کرسکتے ہیں، فون ہمارے وقت کو ضائع کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے، جس کو کنٹرول کیے بغیر ہم اپنے وقت کو قابو نہیں کرسکیں گے، اسی طرح ہمارا جو وقت ٹیلی ویژن کے سامنے ضائع ہوتا ہے، اس کو بھی کم سے کم کرنے کی ضرورت ہے۔

وقت مقررہ کی پابندی کا اہتمام:

ہمارے معاشرے میں دیے گئے وقت کی پابندی کا اہتمام نہ ہونے کے کلچر کی وجہ سے روزانہ کئی گھنٹے ضائع ہوجاتے ہیں، بالعموم میٹنگ اور پروگرام دیے گئے وقت سے بیس پچیس منٹ بعد شروع ہوتے ہیں، کچھ لوگ وقت پر آجاتے ہیں اور کچھ لوگ دیر سے آتے ہیں، اس کے نتیجے میں جو وقت پر آجاتا ہے اس کا بھی وقت ضائع ہوتا ہے اور جس نے بلایا ہے اس کا بھی، اگر ہم اس کا تعین کریں تو روزانہ آدھا پونا گھنٹہ انتظار میں ہی ضائع ہوجاتا ہے، اس انتظام کے وقت کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے، ہم اپنے اپنے دائروں میں انتہائی ممکنہ حد تک وقت کی پابندی کا اہتمام کریں اور کروائیں تو سب کے وقت کو ضائع ہونے سے بچاسکتے ہیں۔

بیک وقت کئی کاموں سے اجتناب:

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بیک وقت ہمارے سامنے کئی کام ہوتے ہیں اور ہم انہیں ایک ساتھ کرنے کی کوشش کررہے ہوتے ہیں، اس کے نتیجے میں نہ صرف وقت ضائع ہوتا ہے بلکہ وہ کام بھی اچھی طرح سے پورا نہیں ہوپاتا بہتر یہ ہے کہ اگر کئی کام ہمارے سامنے ہوں تو ہم اس کی ترجیحات طے کریں، ان میں جو سب سے زیادہ ضروری اور فوری ہو اس کو مکمل کرلیں اور اس کے بعد دوسری ترجیح کا کام شروع کریں اس کے نتیجے میں نہ صرف ہم اپنے وقت کو بچانے میں کامیاب ہوں گے بلکہ ان کاموں کو بھی موثر طور پر بروقت مکمل کرسکیں گے۔

تاخیر اور ٹال مٹول سے گریز:

بعض اوقات ایک ہی وقت میں ہمارے سامنے کئی کام ہوتے ہیں، ہم ایک کام شروع کرتے ہیں، لیکن اس کو پورا کیے بغیر دوسرا کام شروع کردیتے ہیں، مثلاً دفتری زندگی میں روزانہ بہت سے خطوط اور نوٹس ہمارے سامنے آتے ہیں، ہم ان کو پڑھتے ہیں اور پھر رکھ دیتے ہیں، ایک دو دن کے بعد انہیں پھر دوبارہ پڑھتے ہیں اور رکھ دیتے ہیں اور پھر تیسری مرتبہ اس پر کام شروع کرتے ہیں، اس کے نتیجے میں جو خط ہم ایک ہی مرتبہ پڑھ کر کام کرسکتے تھے اس کو تین مرتبہ پڑھنے کے بعد اس کام کو کرپاتے ہیں، اس طرح توجہ اور تجاویز کے ضمن میں بہت ساری چیزیں ہمیں موصول ہوتی ہیں، ہمیں چاہیے کہ ان کے جواب دینے کے وقت کو کم سے کم کریں، اس کا طریقہ بھی یہی ہے کہ جو کام ہمیں خود کرنے ہیں ان کی ترجیح متعین کریں اور جو کام دوسروں کے حوالے کرنے ہیں ان کو فوری طور پر دوسروں کے سپرد کریں۔

کام کو تقسیم کرکے وقت کو بچائیں:

روزمرہ کے کاموں میں بہت سے کام ہمارے پاس ایسے آجاتے ہیں جو اگر دوسروں کے سپرد کردیے جائیں تو کام بھی بہتر انداز میں ہوجائے گا اور وقت بھی بچے گا، اگر ہم سارے کام خود کرنے کی کوشش کریں گے، مثلاً رپورٹیں بھی خود بنائیں گے، ان کو خود ہی بھیجیں گے بھی، ہر چیز کا ریکارڈ بھی خود ہی رکھیں گے اور جائزہ بھی خود لیں گے تو اس کے نتیجے میں نہ صرف ہمارے وقت کا ضیاع ہوگا، بلکہ کام بھی بہتر طریقے سے نہیں ہوسکے گا، اس کو "مائیکرو مینجمنٹ" کہتے ہیں جو کہ وقت کے

ضیاع کا ایک بڑا سبب ہے، اس کا علاج کام دوسروں کو تفویض کرنا ہے اور پھر اس کا جائزہ لیتے رہنا ہے تاکہ ہدف بروقت حاصل ہو سکے۔

طویل گفتگو سے گریز:

مختصر گفتگو ایک فن ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو خطبات تحریری صورت میں احادیث کی کتابوں میں ملتے ہیں، ان سب کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مختصر ہیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ ارشاد فرمایا، اس کو پڑھنے میں صرف سات منٹ لگتے ہیں، اسی طرح صحابہ کرامؓ کے خطبے بھی مختصر ہوتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کی ایک خصوصیت کے ساتھ ساتھ تکرار بھی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی بات کو دو تین مرتبہ بیان کرتے تھے کہ تاکہ بات ذہن نشین ہو جائے۔ جدید سائنسی تحقیق سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی فرد ایک گھنٹے کی تقریر توجہ سے سنے تو اس کا صرف دس فیصد اگلے دن تک یاد رکھ سکتا ہے۔ مختصر گفتگو میں یہ تناسب بڑھ کر پچیس فیصد تک ہو جاتا ہے، ہم جتنی طویل گفتگو یا خطاب کریں گے اس کا استحضار اتنا ہی کم ہوگا۔ اپنی بات کو مختصر کرنے کی عادت ڈالیں اور اس کی تیاری کریں۔

مشہور برطانوی سیاستدان چرچل کا کہنا ہے کہ اگر مجھے تین گھنٹے تقریر کرنی ہو تو میں تیاری نہیں کرتا، بس بولتا چلا جاتا ہوں اور اگر پندرہ منٹ تقریر کرنی ہو تو تین گھنٹے اس کی تیاری کرتا ہوں۔ یہ ایک صلاحیت ہے جس کو ہمیں اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے کہ بات مختصر اور نکات کی صورت میں کی جائے، اس سے اپنا بھی اور دوسروں کا بھی وقت بچتا ہے، اگر کسی میٹنگ میں دس، پندرہ لوگ ہوں اور سب سے دس، پندرہ منٹ گفتگو کریں گے تو ایک سو پچاس منٹ ہو جاتے ہیں، اگر ہر آدمی اپنی بات تین منٹ میں مکمل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پینتالیس منٹ میں بات مکمل ہو جائے گی۔ دعوتی کام کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ بات جامع اور مختصر ہو اور تکرار کے ساتھ تاکہ بات ذہن نشین ہو جائے۔ گفتگو کرنے سے پہلے ایک لمحے کے لئے اس بات کا تصور ضرور کریں کہ جو الفاظ بھی ہم بولیں گے اس کا پورا پورا حساب ہمیں اللہ تعالیٰ کے ہاں دینا ہوگا۔

اہل خانہ کے لئے وقت ضرور نکالیں:

احادیث سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت و رسالت اور اسلامی ریاست کے سربراہ ہونے کی گراں بہا ذمہ داریوں کے باوجود بھی اپنے گھر والوں کے لئے اور تفریح کے لئے وقت نکالتے تھے۔ دین کے کام کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی گھر والوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہ کھا سکے، گھر کے کام کاج میں ہاتھ نہ بٹا سکے یا تفریح نہ کر سکے۔ احادیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری بیویوں کو جمع کر کے ایک ساتھ کھانا کھاتے تھے، گفتگو کرتے تھے، ہنسی مذاق کرتے تھے، گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے تھے اور اپنے نواسوں کو جمع کر کے ان کے درمیان کشتی کرواتے تھے۔ یہ ساری چیزیں ہماری زندگی کا بھی حصہ ہونا چاہئیں، ہمیں اپنی ترجیحات میں اس بات کو شامل کرنا چاہئے کہ ہمارا گھر بھی ہماری دعوت کا مرکز ہو، گھر والوں کی تربیت اور خوشی و تفریح ان کا حق ہے، ہمارے والدین اگر زندہ ہیں تو ان کی خدمت کر کے جنت کما لینا ہماری ترجیحات کی فہرست میں لازماً شامل ہونا چاہئے۔

فارغ اوقات کا بہتر استعمال:

روزمرہ کی زندگی میں بہت سارے اوقات ایسے آتے ہیں کہ جب ہم فارغ ہوتے ہیں، بعض اوقات ہم سفر میں ہوتے یا انتظار کر رہے ہوتے ہیں یا کچھ بھی نہیں کر رہے ہوتے، ان اوقات میں ہمیں اس بات کی عادت اپنا لینی چاہئے کہ جب بھی ہم فارغ ہوں تو اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سارے کلمات بتائے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے اور اجر میں بہت بھاری ہیں، ان کلمات کو بار بار دہراتے رہیں، کثرت سے استغفار کریں، ایک ایک لمحہ جو ہمارے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اور استغفار میں صرف ہو تو یہ وقت کا بہترین استعمال ہے، ہمارے وقت کا کوئی لمحہ فارغ ہونے کی وجہ سے ضائع نہ ہو۔ حدیث سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ مومن کا ہر لمحہ کارآمد ہوتا ہے، جب اس پر کوئی مشکل پڑتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے جب خوش ہوتا ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔

دوسروں کے وقت کی قدر:

ایک ذمہ دار کی حیثیت سے ہمیں اس بات کا بھرپور اہتمام کرنا چاہئے کہ نہ تو ہمارے وقت کا کوئی حصہ ضائع ہو اور نہ ہماری ٹیم میں سے ہی کسی کا وقت ضائع ہو، جب ہم دوسروں کے وقت کی قدر و قیمت کا احساس کریں گے تو اللہ تعالیٰ، ہمارے وقت میں برکت ڈال دے گا، اگر ہم دوسروں کے وقت کی قدر و قیمت کا احساس نہیں کریں گے اور ہماری وجہ سے دوسروں کا وقت ضائع ہوتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ ہمارے وقت کی قدر و قیمت بھی کم کر دے گا۔

وقت میں برکت کی دعا:

وقت میں برکت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، جس طرح ہم اپنے مال، کاروبار، رزق اور اولاد میں برکت کی دعا کرتے ہیں، اسی طرح اپنے وقت میں برکت کے لئے دعا بھی کریں، اگر ہمیں وقت میں برکت حاصل ہوگئی تو زندگی بڑی آسان ہو جائے گی، جن لوگوں کو اللہ کی یہ نعمت حاصل ہوتی ہے ان کے پاس وقت کی کمی کا شکوہ نہیں ہوتا بلکہ ان پر یہ احساس

غالب رہتا ہے کہ میرے پاس وقت ہے اور جو کام بھی میرے سپرد ہوگا میں اسے کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا، وقت میں یہ برکت اللہ تعالیٰ کا خاص انعام اور اس کی رحمت ہے جو ان لوگوں پر نازل ہوتی ہے جو اس سے برکت طلب کرتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعا فرماتے تھے: "یا اللہ! زندگی کے اوقات میں برکت دے اور انہیں صحیح مصرف پر لگانے کی توفیق عطا فرما۔"

وقت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک غیر معمولی امانت ہے، اس کے ایک ایک لمحے کی قدر و قیمت کے احساس کے ساتھ اللہ کی بندگی کے لئے جہنم سے بچنے اور جنت کے حصول کے لئے اس کا استعمال ہونا چاہئے، کامیاب وہی ہے جو اس احساس کے ساتھ زندگی گزارے کہ اسے زندگی کے ایک ایک لمحے کا حساب اللہ تعالیٰ کو دینا ہوگا، یقیناً وہ اپنے وقت کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ ترجیحات کے مطابق گزارنے کا اہتمام کرے گا۔

(بشکریہ پندرہ روزہ "تعمیر حیات" لکھنو)

اشعارِ ختم نبوت

انتخاب: مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

نہ دنیا نہ دنیا کا زر چاہئے
مدینے کی گلیوں میں گھر چاہئے
حبیب خدا ﷺ خاتم الانبیاء
سوال نظر ہے، نظر چاہئے
(عطاء الرحمٰن شیخ)

شفیع الوریٰ، خاتم الانبیاء، اے حبیب خدا
مرتبہ کس نے پایا یہ معراج کا اے حبیب خدا
یوں تو پیارے ہیں اللہ کو سب انبیاء سب کے سب اصفیا
تیرا رتبہ ہے لیکن سبھی سے جدا، اے حبیب خدا
(عطاء الرحمٰن شیخ)

زمیں صدق تابندہ صفا کا آسمان روشن
کیا ہے عالم انسانیت کو بے گماں روشن
اندھیرے ہوگئے کافور جس سے بزم عالم کے
کیا ہے وہ دیا ختم الرسل نے بے گماں روشن
(مقبول شارب)

کیا بیاں انسان سے شان ختم المرسلین ﷺ
خالق اکبر ہے مدحت خوان ختم المرسلین ﷺ
آشنا حق سے کیا بخشا شعور زندگی
نوع انساں پر ہے یہ احسان ختم المرسلین ﷺ
(مقبول شارب)

آپ شاہ دوسرا ہیں، رحمۃ للعالمین ﷺ
شافع روز جزا ہیں، رحمۃ للعالمین ﷺ
کوئی دنیا میں نہ آئے گا نبی بعد آپ کے
آپ ﷺ ختم الانبیاء ہیں، رحمۃ للعالمین ﷺ
(مولانا سرور میواتی)

کونین میں ہے مستند عظمت حضور ﷺ کی
دارین میں ہے معتبر رحمت حضور ﷺ کی
رسالت میں آخری ہے، رسالت حضور ﷺ کی
امت میں آخری ہے یہ امت حضور ﷺ کی
(عارف گیاوی)

ثانی ہے جس نے پہلے رسالت رسول ﷺ کی
حاصل ہوئی اسی کو نیابت رسول ﷺ کی
چھوڑا نہ اپنے دور میں منکر زکوٰۃ کا
کردی بحال ختم نبوت رسول ﷺ کی
(حافظ عبدالرؤف راسخ)

یہ دین سے بیزاری آقا ﷺ سے بغاوت کیوں
مسجود اسٹالن کیوں، لینن کی عبادت کیوں
کیسی ہے یہ بوالعجبی لاحول ولا قوۃ
دعوائے نبوت ہو، خاموش حکومت کیوں
(صادق ہوشیار پوری)

عقیدۂ ختم نبوت اور انگریزی نبی

حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک یادگار تقریر!

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

خطبہ مسنونہ اور آیت ختم نبوت کی تلاوت کے بعد فرمایا: حضرات! چودہ سو سال سے پوری امت کا اس پر اتفاق ہے، کسی بھی مسلمان کو اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت بند ہوچکی ہے، ختم ہوچکی ہے، تکمیل ہوگئی ہے۔

فتنہ مسیلمہ کذاب کی بیخ کنی کے وقت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد مسعود میں اس پر اجماع ہوچکا ہے۔

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد نہ کوئی دوسرا خدا ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوسکتا۔

خداوند کریم اپنی خدائی میں بے مثال ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت میں بے مثال ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی توحید میں وحدہ لاشریک ہیں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت میں وحدہ لاشریک ہیں۔

لا الٰہ الا اللہ کے بعد معبود والٰہ کوئی نہیں، محمد رسول اللہ کے بعد نبی ورسول کوئی نہیں۔

لا الٰہ الا اللہ میں جس طرح نفی جنس کے لئے ''لا'' استعمال ہوا، اسی طرح ''لا نبی بعدی'' میں بھی لانفی جنس کے لئے آیا ہے۔ جس طرح لا الٰہ الا اللہ چھوٹا، بڑا، پورا، ادھورا، ظلی بروزی کوئی الٰہ نہیں۔ اسی طرح لا نبی بعدی میں ظلی، شیخ چلی، بروزی، موذی چھوٹا، موٹا، عربی اور عجمی کوئی نبی نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جملہ انبیاء علیہم السلام کی امتوں کے لئے جو ایمان لانے کے کلمے مقرر فرمائے سب کے الفاظ کو پڑھا جائے تو بات دوٹوک اور واضح ہوجاتی ہے اور کوئی ابہام باقی نہیں رہتا۔ مثلاً فرمایا:

''لا الٰہ الا اللہ'' آدم صفی اللہ۔

''لا الٰہ الا اللہ'' نوح نجی اللہ۔

''لا الٰہ الا اللہ'' ابراہیم خلیل اللہ۔

''لا الٰہ الا اللہ'' موسیٰ کلیم اللہ۔

''لا الٰہ الا اللہ'' اسماعیل ذبیح اللہ۔

''لا الٰہ الا اللہ'' عیسیٰ روح اللہ۔

مگر جب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو فرمایا: ''محمد رسول اللہ'' اس فرق سے واضح کرنا مقصود تھا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت کا سلسلہ مکمل ہوچکا ہے۔ اسی لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اول الانبیاء آدم و آخرھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔''

یا پھر ایک اور طریقہ سے یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جس نبی کو مخاطب فرمایا، حکم دیا، نام لے کر شرف مخاطبت بخشا:

''یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ۔''

''یا عیسیٰ انی متوفیک۔''

''یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ۔''

''یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا۔''

''ما تلک بیمینک یا موسیٰ۔''

تمام انبیاء علیہم السلام کو نام لے کر پکارا، لیکن حضور علیہ السلام کو یا محمد نہیں فرمایا گیا، بلکہ یٰسین، مزمل، مدثر، طٰہٰ، والضحیٰ، یا ایہا النبی، یا ایہا الرسول فرمایا گیا۔

حضرات محترم! انگریز کا اس وقت چل چلاؤ ہے، عرش معلی پر انگریز کے جانے کے فیصلے ہوچکے ہیں۔ انگریز بدبخت جارہا ہے۔ بقول حضرت امیر شریعت اس کا تخت الٹا جارہا ہے، مگر انگریز اپنے جانے کے بعد اپنی ناپاک یادیں ہم میں چھوڑے جارہا ہے۔ پنجابی نبوت بھی اس کی پیدا کردہ، پرورش کردہ یاد ہے۔

مالیر کوٹلہ والو! آج تم سے ایک بات کہہ دیتا ہوں کہ ''قل اللھم ملک الملک'' صرف اللہ کی ذات ہے۔ انسان جب رشد وہدایت کی انتہا کو پہنچ جائے تو اس کی نظر صرف خدا پر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہیں کریں، کوئی اس کے ارادے وتقدیر کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ امان اللہ خان کو ایک آن میں بے تاج کردیا۔ جلال آباد سے نکلا تو جیب میں کوڑی تک نہ تھی اور بچہ سقہ جو پشاور میں دکانداری کرتا تھا، اسے تخت پر بٹھادیا اس کی مرضی ہے۔ آن واحد میں بادشاہ کو گدا کردیا، گدا کو شاہ کردیا پھر اسے پھانسی کے تختے پر لٹکوادیا۔

اللہ رب العزت کی قہاریت وجباریت سے ڈرنا چاہئے، خداوند کریم اپنے محبوب کے بارے میں بڑے حساس ہیں۔ آج انگریز نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخت گاہ پر ایک عجمی دہقان زادے کو مسلط کرکے خداوند کریم کے غضب کو للکارا ہے، ہم سب کا

فرض بنتا ہے کہ انگریزی نبی کی تردید میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو صرف کردیں۔ حضور علیہ السلام سے محبت وعشق کا یہی ایک راز ہے کہ آپ کی مسند پر کسی کو برداشت نہ کیا جائے، یہی ایک مسئلہ سمجھانے کے لئے آپ کے ہاں حاضر ہوا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے اپنی ختم نبوت سمجھانے کے لئے مختلف مثالوں و طریقوں کو اختیار فرمایا تا کہ کوئی ابہام نہ رہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ’’ایھا الناس .... ان ربکم واحد وابا کم واحد وکتابکم واحد ونبیکم واحد ‘‘ آخر میں فرمایا: ’’دینکم واحد ‘‘ اے مسلمانو! تمہارا خدا ایک ہے، تمہارا باپ ایک، تمہاری کتاب ایک، فرمایا: اسی طرح تمہارا نبی بھی ایک، جس طرح کسی موحد مسلمان کے دو خدا، دو کتابیں، دو دین نہیں ہو سکتے یا جس طرح کسی حلالی انسان کے دو باپ نہیں ہو سکتے، اسی طرح کسی مسلمان کے دو نبی نہیں ہو سکتے۔ قربان جائیں حضور علیہ السلام کی رحمت وشفقت کے، آپ کی خطابت وافصح العرب ہونے کے، ایک ہی حدیث میں اشارہ کردیا۔ جسے پڑھا لکھا اور ان پڑھ ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ روحانی تعلق کتاب ودین نبی کا، اس میں بھی کوئی شریک برداشت نہیں کرسکتا، جسمانی تعلق میں باپ کا تعلق ہے، کوئی شریف انسان اس میں بھی شریک برداشت نہیں کرسکتا۔ ان پڑھ آدمی کے لئے اس سے زیادہ واضح اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ حلال زادے کا باپ ایک، مسلمان کا نبی ایک، باپ کے ساتھ کسی اور کو شریک کیا تو ماں کی شرافت کا بیڑا غرق۔ اسی لئے میں نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ مسلمان کے نزدیک خدا تعالیٰ اپنی توحید میں وحدہ لاشریک ہونے چاہئیں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت و رسالت میں وحدہ لاشریک ہونے چاہئیں، گاڑی ایمان ویقین کی تب سلامتی سے چل سکے گی۔ آج پنجابی نبی نے اور اس کی ذریت نے اس اساس پر شب خون مارا ہے، مارا نہیں بلکہ اس سے مروایا گیا ہے۔ اصل سازش تو انگریز کی ہے، یہ بچارے تو ’’آلہ کار‘‘ ہیں یا بقول پنجابی نبی کے ’’خود کاشتہ پودے‘‘ ہیں۔

اللہ رب العزت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سراجا منیرا کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں، یعنی چمکتا ہوا سورج، جس طرح امریکا، افریقہ، عرب وعجم، ہند، سندھ، اردن، عراق، انڈونیشیا، آسٹریلیا تمام دنیا کی روشنی کے لئے ایک ہی سورج ہے۔ اسی طرح کل کائنات کی ہدایت وفلاح کے لئے ایک نبی ہے۔ سورج کے بعد اور کسی روشنی کی ضرورت نہیں۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہیں اور پھر آسمان کے سورج اور محمد عربی کے سراج منیر میں فرق ہے۔ اس کو واضح کرنے کے لئے منیر کا لفظ لایا گیا ہے۔ سورج کو گرہن لگتا ہے، کبھی روشنی کبھی اندھیرا۔ حضور علیہ السلام کی نبوت والے سراج منیر کو نہ تو گرہن لگے اور یہ سب کے لئے روشنی ہی روشنی نصف النہار کی طرح ہے، آج اس وقت (مئی ۱۹۳۷ء) میں اٹھارہ مدعی نبوت موجود ہیں۔ انور کابلی، قادیاں میں دکانداری کرتا ہے، ناک کٹی ہوئی ہے، ربڑ کی ناک سے گزارا کرتا ہے، اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضرت امیر شریعت پر کیس چلا کہ آپ نے انگریز کے خود کاشتہ پودا کی مخالفت کی ہے، آپ نے عدالت میں احمد نور کابلی کو اپنی صفائی کے گواہ کے طور پر پیش کیا۔ احمد نور کے ناک کٹا ہونے کے باعث آواز میں خوفناک، حیرت ناک غنغناہٹ تھی۔ عدالت نے پوچھا نام کیا؟ احمد نور، باپ کا نام نبی نور۔ حضرت امیر شریعت نے حقارت سے قہقہہ لگایا اور جملہ کسا نور علی نور، عدالت نے ناک بھوں چڑھائے۔ جج نے پوچھا: شاہ جی میں سمجھ نہیں سکا کہ آپ احمد نور جیسے ناک کٹے کو عدالت میں کیوں لائے؟ یہ آپ کی کیا صفائی دے گا۔ حضرت امیر شریعت نے گرجدار آواز میں چمکیلی آنکھوں سے عدالت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا:

’’صاحب بہادر! احمد نور کابلی جیسا بدصورت کریہہ المنظر آواز والا بھی قادیاں میں دعویٰ نبوت کرکے اپنی اتباع کی دعوت دیتا ہے۔‘‘

عدالت نے کہا کہ آپ کا مقصد؟ (یعنی آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟) حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اگر نبوت کا دروازہ کھول دیا گیا تو ہر الٹا، تلٹا نبوت کا دعویٰ کرکے میرے حضرت میاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند پر شب خون مار کر ہمارے دل خون کردے گا۔ مگر میں یہ واضح کردوں کہ میں حسنی حسینی سید ہوں، اپنے نانے کی مسند پر قادیان کے دہقان زادے بھینگے کو یا ناک کٹے کو نہیں بیٹھنے دوں گا۔ یہ تو درکنار میرے میاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند نبوت پر ابوبکرؓ بھی نہیں بیٹھ سکتے، عدالت کو بات سمجھ آ گئی۔

مالیر کوٹلہ والو! حضور علیہ السلام کی نبوت کا سورج آسمان ہدایت پر چمک دمک رہا ہے۔ اب اگر کوئی اس روشنی سے فائدہ نہ اٹھا سکے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے؟ ایک ایسی مخلوق بھی تو ہے جو سورج کی روشنی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی بلکہ سورج نکلتے ہی اس کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ جیسے چمگادڑ۔

حضور علیہ السلام کی نبوت کے سورج کے مقابلہ میں اب قادیان میں موم بتی جلائی جاری ہے، دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے فیض حاصل کرکے نبی بن گئے۔ خدا تمہیں عقل کی نعمت سے نوازے۔ سورج سے روشنی حاصل کرکے دنیا کی ہر چیز روشن ہوتی ہے۔ ان پر سورج کی روشنی پڑتی ہے تو کیا یہ روشنی حاصل کرکے سورج بن جاتی ہیں،

کہتے ہیں کہ محبت تھی، محبت میں آ کر اسی کو مانا ہے، وہی ہے اور تو نہیں:

’’ ایک عورت کہیں جا رہی تھی، خوبصورت ہو گی ایک آدمی ٹھنڈے سانس لیتا ہوا پیچھے پیچھے چل دیا، عورت نے پوچھا: کیوں صاحب کیا بات ہے؟ دبے دبے پیچھے کیوں چلے آ رہے ہو؟ کچھ کہا ہوتا، کچھ سنا ہوتا، اس آدمی نے کہا کہ آپ کے حسن نے مجھے خرید لیا ہے، آپ کی محبت میں فریفتہ ہوں، عاشق ہوں، عورت سمجھ دار تھی، اس نے کہا: میں کیا میرا حسن کیا، میرے پیچھے ایک اور عورت آ رہی ہے، حسن کی شہزادی ہے، میں تو اس کی غلام ہوں، عاشق نے آنے والی کی راہ تکنا شروع کر دی۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پیچھے کو تکنا شروع کر دیا۔ عورت نے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیا، گر پڑا عورت نے کر پر لات مار کر عشق کا بھوت چھٹی کرا دیا، ہانپتا کانپتا اٹھا، پوچھا یہ کیا؟ عورت نے کہا: جھوٹے کہیں کے، دعویٰ عشق و محبت کا مجھ سے اور دیکھتے پیچھے ہو؟ اب بات سمجھ میں آئی کہ میں عشق کے سبق میں مارا گیا۔‘‘ پاک دامن بی بی نے مسئلہ سمجھا دیا کہ جس کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو۔

انہی کے بن کر رہو، محبت کا دعویٰ تو کریں حضور علیہ السلام سے اور مانیں قادیان کے دہقان زادے کو۔ اگر حضور علیہ السلام سے محبت تھی تو قادیاں کی طرف دیکھا کیوں؟؟؟

میرے دوستو! مرزائی دن رات لوگوں کو کہتے پھرتے ہیں کہ ہم تمام کام مسلمانوں والے کرتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تمام کام مسلمانوں والے، مگر پھر بھی مولوی ہمیں کافر کہتے ہیں، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ مسلمان نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تمام اسلامی احکام بجالاتے ہیں، تم ان کو کافر کیوں کہتے ہو؟ جس طرح تمہارے نزدیک مسلمان تمام اسلامی احکام بجالانے کے باوجود کافر ہیں، اسی طرح ہمارے نزدیک تم ہو، یہ تو ہوا الزامی جواب۔

مسلمانو! اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں داخل ہونے کے لئے ایک دروازہ بنایا ہے: ’’لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ کا۔ ہاں! اسلام سے نکلنے کے بے شمار دروازے ہیں، مسلمان ہونے کے لئے تمام دین کو ماننا ضروری ہے۔ کافر ہونے کے لئے تمام دین کا انکار ضروری نہیں، اگر کوئی کسی ایک شرعی امر کا انکار کرے گا، کافر ہو جائے گا۔

قادیانیوں نے ختم نبوت کی سو آیات کا انکار کیا ہے، حیات مسیح علیہ السلام جیسے اجماع امت کا انکار کیا۔ امت مسلمہ کے ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر کہا، اب ان کے کفر میں کیا شک ہے۔

قادیانیوں سے کہتا ہوں، بے فکر رہو، انگریز سے ہمیں نمٹ لینے دو، وہ جا رہا ہے، باری تمہاری آنے والی ہے، یا تو کافروں کی قطار میں تمہیں کھڑا ہونا پڑے گا یا تم اپنے ہی آقا کی طرح اپنے عبرتناک انجام کو پہنچو گے۔ انگریز کے اقتدار کا برصغیر سے سورج ڈوب رہا ہے، وہ ڈوبا تو سارے ڈوبیں گے، انگریز بھی جاوے گا اور اس کے زلہ خوار بھی۔

حدیث شریف میں ہے کہ میرے بعد: ’’ثلٰثون کذابون دجالون کلھم یزعم انہ نبی، لا نبی بعدی ‘‘آپ نے یہاں خبر دی ہے ’’ثلاثون‘‘ کا لفظ یہاں کثرت کے لئے آیا ہے، حصر کے لئے نہیں، کئی جھوٹے بدبخت ازلی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ امت نے ان کا مقابلہ کیا۔ انشاء اللہ، اس کا بھی کیا جائے گا۔ ایک صاحب تھے گھاس پارٹی، سمجھے ہو؟ سبزی گھاس کھانے والے، گوشت نہ کھاتے تھے اور گوشت نہ کھانے کی دلیل یہ دیتے تھے کہ آدمی جو چیز کھائے گا، اس کے اثرات اس کے جسم میں آ جائیں گے۔ جانوروں کا گوشت کھائیں وہ ماں بہن کی تمیز نہیں کرتے، ہم پر بھی وہی اثر ہو جائے گا، اس لئے ہم گوشت نہیں کھاتے، میں نے کہا کہ حیوانات میں ماں بہن کی تمیز نہ کرنے کی اصل وجہ سبزی ہے، گھاس ہے، جانور گھاس کھاتے ہیں، اس کا اثر یہ ہوا کہ ماں بہن کی تمیز نہ رہی، اس لئے تم سبزی بھی کھایا کرو، تاکہ تم میں سبزی کے وہ اثرات نہ آجائیں جو جانور میں آ گئے ہیں، ورنہ تمیز جاتی رہے گی۔’’فبھت الذی کفر‘‘ پلٹ کر فرمایا، میں کیا میرے جواب کیا اصل مناظر تو وہ لوگ تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب سے ایک عیسائی نے پوچھا کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول تھے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نواسے حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں کیوں نہ بچایا؟ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے فرمایا:

’’بھئی! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گئے تھے کہ میرے نواسے پر کربلا میں ظلم ہو رہا ہے، میرے نواسے کو بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہود نے میرے بیٹے کو پھانسی پر لٹکا دیا ہے، اس قضیہ سے فارغ ہو لوں، پھر کربلا کا سوچیں گے، عیسائی سر پیٹ کر رہ گیا، اپنی خفت مٹانے کے لئے کہا کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں ہیں اور آپ کے نبی علیہ السلام روضہ میں مدفون ہیں؟ ہمارے نبی اونچے آپ کے نبی نیچے۔ افضل وہی جو اونچا، جو نیچے ہے وہ تو شان میں کم ہوگا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: دریا میں جھاگ اوپر ہوتی ہے موتی تہہ میں ہوتے ہیں، تم بتاؤ جھاگ افضل ہے یا موتی؟ عیسائی نے شرم کے مارے آنکھیں جھکا لیں۔‘‘

اب آپ حضرات میں سے کوئی صاحب سوال

کرنا چاہیں تو میں جواب دینے کے لئے حاضر ہوں، جو چاہو سوال کرو، میں جواب دوں گا۔ایک آدمی نے سوال کیا کہ:"لو عاش ابراهیم لکان صدیقاً نبیا "کے متعلق وضاحت کریں؟ فرمایا: حضرت ملاعلی قاریؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا ہے، اس کی سند نا قابل اعتبار ہے، کئی غیر معتبر راوی اس میں ہیں۔موضوع حدیثوں کا سہارا لے کر گاڑی نہ چلاؤ۔ ایمان وعقیدہ کے لئے نص قطعی چاہئے، انکل پچو سے بات نہ بنے گی،اس موضوع حدیث کا کیا اعتبار ہے۔ میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ کی روایت پیش کرتا ہوں۔حضرت امام بخاریؒ نے اس پر باب باندھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادوں کو قبل از بلوغ اللہ تعالیٰ نے وفات ہی اس لئے دی کہ آپ خاتم النبیین تھے،وہ زندہ رہتے نبی نہ بنتے تو اعتراض ہوتا، نبی بنتے تو ختم نبوت پر حرف آتا۔اللہ تعالیٰ نے پہلے وفات دے دی تاکہ آپ کی ختم نبوت پر اعتراض نہ ہو۔ایک اور صاحب بولے: مولانا! اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام تو آئیں گے؟ (مولانا نے فرمایا:) بھائی صاحب! حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا، آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی، بنے گا کوئی نہیں، ایک آئے گا تو پس عیسیٰ علیہ السلام،اس کے آنے کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پیشگوئی فرمائی ہے،ان کا آنا ختم نبوت (کے منافی نہیں) کیونکہ ان کو تو پہلے نبوت مل چکی ہے۔ بات پہلوؤں کی نہیں، بات یہ ہے کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد قیامت تک کسی اور فرد کو نبوت ملے گی؟ تو ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نہیں ملے گی۔اس پر ہمت ہے تو کوئی اعتراض کرے؟ ایک صاحب نے سوال کیا کہ مولانا! خاتم کا معنی کیا؟ جواباً فرمایا: خاتم کا معنی بند کرنا ہیں۔ ہمارے فریق مخالف مہر کا معنی کرتے ہیں میں ان کے سامنے" تریاق القلوب" مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب رکھتا ہوں، مرزا غلام احمد نے اس عبارت میں اپنے آپ کو خاتم الاولاد لکھا ہے،خود وضاحت کی کہ میں اپنے والدین کے ہاں خاتم الاولاد ہوں، یعنی آخری بچہ میرے بعد کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ وہاں خاتم النبیین ہے، یہاں خاتم الاولاد جو ترجمہ خاتم الاولاد کا ہوگا وہی خاتم النبیین کا ہوگا۔

چٹ آئی کہ حضرت عباس کو حضور علیہ السلام نے خاتم المہاجرین فرمایا ہے۔ جواب میں فرمایا: آدھی حدیث نہ پڑھو، پوری حدیث پڑھو، حدیث شریف پوری پڑھو گے، اس میں جواب موجود ہے۔ اعتراض کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت عباسؓ کو فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں آپ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی نیت سے سفر کرلیا ہے، گو مدینہ نہیں پہنچ گر آپ کو ہجرت کا ثواب مل گیا۔ اس لئے تو آپ نے فرمایا:"اطمئن یا عم عباس! "آپ مہاجر ہیں نہ صرف مہاجر بلکہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والوں کے خاتم المہاجرین، کیونکہ مکہ مکرمہ قیامت تک دارالسلام رہے گا، ہجرت نہ ہوگی۔ ہجرت دارالکفر سے ہوتی ہے، دارالاسلام کی طرف جب مکہ مکرمہ دارالاسلام ہے تو مکہ سے پھر کوئی ہجرت نہ کرے گا، آپ مکہ سے ہجرت کرنے والوں کے آخری ہیں،اسی لئے امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے کہ"لا هجرة بعد فتح المكه "مکہ سے ہجرت کرنے والوں کے واقعتا خاتم المہاجرین حضرت عباسؓ ہی ہیں، نہ کہ آپ ساری دنیا کے خاتم المہاجرین، نہ ہجرت بند ہے، بلکہ صرف مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کو بند قرار دیا اور حضرت عباسؓ کو خاتم المہاجرین مکہ سے ہجرت کرنے والوں کا قرار دیا، وہ تو ہم بھی مانتے ہیں، یہ تو ہمارے عقیدہ کی دلیل ہے، نہ کہ ان کی ہے، ہمت ہے تو اپنے عقیدہ کے ثبوت میں کوئی دلیل لائیں، قیامت تک نہیں لاسکیں گے:"وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار۔"

ایک شخص نے کہا: مولانا! قرآن مجید میں ختم کا معنی مہر کا بھی تو ہے؟ آپ نے فرمایا: بھائی صاحب!"ختم اللہ علی قلوبهم، الیوم نختم علی افواههم "میں ختم کا معنی بھی بند کرنے کا ہے۔ایسی مہر کہ اندر کی چیز باہر نہ آسکے اور باہر کی چیز اندر نہ جاسکے۔ ڈاکخانہ والے مہر لگاتے ہیں، تھیلی کو بند کرکے مہر لگادی کہ اب اس میں کوئی چیز نئی داخل نہ ہو، نہ اندر کی چیز نکالی جاسکے۔ حضور علیہ السلام کے آنے سے سلسلۂ نبوت پر مہر لگ گئی۔ ایسا ہوا کہ اب سلسلۂ نبوت میں نہ کسی دہقان زادے کو داخل کیا جاسکتا ہے نہ پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار سے کسی کو نکالا جاسکتا ہے،اس معنی سے ہمارے فریق مخالف کی آرزو پوری نہیں ہوتی، یہ جواب میں آپ حضرات کو عرض کررہا ہوں، لیکن جب مقابل میرے سامنے ہو تو میں ایک بات کرکے بحث ختم کردیتا ہوں کہ جناب نبوت انسانوں کو ملا کرتی تھی، جسے تم نبی بنانے پر تلے ہوئے ہو، اسے پہلے انسان ثابت کرو، پھر نبوت کی بحث کریں گے۔ مرزا تو خود لکھتا ہے کہ:"میں آدم زاد نہیں ہوں" میں بات کروں گا بندے کے بچوں کی اور انسان زادوں کی، وہ تو انسان زادہ ہونے سے انکار کرتا ہے، پہلے انسان ثابت کرو، پھر شریف انسان، مرزائی زہر کا پیالہ پی جائیں گے مگر اسے شریف انسان لال حسین کے سامنے ثابت نہیں کرسکتے۔

پڑا آسمان کو دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سیّد فرحت حسین ترمذیؒ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے!

محمد یعقوب، اسلام آباد

ماہِ رمضان 1434ھ جمعۃ الوداع بمطابق 2/اگست 2013ء سخت گرمی کے موسم میں کئی گھنٹے تیز بارش اور جنازہ کے وقت اچانک خوشگوار موسم ایسا لگتا ہے کہ مرنے کے لئے یہ دن فرمائش سے حاصل کیا گیا ہے۔ رحمت باری تعالیٰ نے فرمایا ہوگا:

''عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے''

تقریباً پندرہ سال سے سانس کی تکلیف میں مبتلا تھے، اسی تکلیف میں بستر پر بیٹھ کر دن اور رات کاٹتے رہے۔ اگر دن یا رات میں چند منٹوں کے لئے سکون ہوتا اور آنکھ لگ جاتی تو غنیمت۔ تھی۔ کبھی کبھی فون کرکے بندہ کو بلا بھیجتے۔ طبیعت میں ٹھہراؤ ہوتا تو لذیذ کھانے کھلاتے اور زندگی کے دلچسپ واقعات سناتے۔ میں نے جب بھی انہیں دیکھا یا تو ویل چیئر پر ہوتے یا پھر بیڈ پر ہوتے تھے۔ ان کو چلتا پھرتا کبھی نہیں دیکھا گیا۔ حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کی زیارت کے لئے ہمارے ہاں تشریف لاتے تو بھی ویل چیئر پر تکلیف کے ساتھ تشریف لاتے تھے۔ موصوف انٹیلی جنس بیورو میں 18 گریڈ کے افسر تھے۔ (یہ خفیہ پولیس کا ایک محکمہ ہے) مگر خاندانی شرافت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خانقاہ کے فقیر ہیں۔

آپ کے والد محترم سیّد ظہور الدین شاہ صاحب بھکر سے تعلق رکھتے تھے اور اسلام آباد میں رہتے تھے۔ خانقاہ سراجیہ سے وابستہ تھے، دو صاحبزادیاں تھی اور دونوں غیر رشتہ دار صالح نیک پارسا آدمیوں سے بیاہ دیں۔ ایک داماد سید ناصر الدین شاہ صاحبؒ کراچی سے تھے اور دوسرے امیر الدین انصاری صاحب بنگالی ہیں۔ انصاری صاحب کے تین بیٹے، تینوں حافظ اور عالم ہیں۔ ان میں سے محمد ایوب انصاری صاحب مسجد خضری اسلام آباد کے خطیب نے آج اپنے ماموں کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر پر قرآن مجید پڑھا اور دوسری طرف آپ کے بھائی حافظ مسرت صاحب نے تلاوت کی۔

محترم ترمذی صاحب فرماتے ہیں: شروع سے ڈاکٹر نذیر احمد کرنٹ جو قادیانی تھا، میرا دوست تھا، اس کے گھر سے کھانے کی چیزیں آتی تھیں، میری بیوی چھت پر پھینک دیتی۔ ایک دن میں نے کھل کر ڈاکٹر صاحب کو بتایا کہ آپ غیر مسلم ہیں ہمارے گھر کھانے کی چیزیں نہ بھیجا کریں، ہم پرندوں کو پھینک دیتے ہیں۔ تب جاکر آہستہ آہستہ وہ رک گئے مگر تعلقات برقرار تھے۔ ڈاکٹر صاحب فوت ہوگئے، میں ان کے جنازے میں شریک نہ ہوا میں اپنی زوجہ کی قبر پر دعا کے لئے جاتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے بیٹے نے مجھے دیکھ لیا اور مجھے بتایا کہ وہ میرے والد کی قبر ہے آپ دعا کرلیں۔ میں قبر پر گیا دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے رکھے۔ دعا ختم کی تو اس نے پوچھا: سچ سچ بتائیں آپ نے کیا دعا کی تھی۔ میں نے کہا: ''آپ یہ سچ والی پابندی نہ لگاتے تو میں راز نہ کھولتا۔ تو سنو! میں نے دعا کی کہ یا اللہ! یہ تیرا بندہ تھا، اس کو دوزخ کی آگ میں نہ جلانا کیونکہ دوزخ میں تو گناہ گار مسلمان بھی ہوتے ہیں۔ یہ قادیانی تھا، تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا، اس کے لئے خصوصی دوزخ بنا اور خصوصی عذاب مسلط کرنا۔'' کہتے تھے کہ جب میرے بیٹے ارشد کو پتا چلا کہ قادیانی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردیا گیا ہے تو یہ اس وقت کے مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا عبدالروف جتوئی صاحب کے پاس گیا، چند لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا اور پولیس سے رجوع کیا، ہنگامے ہوئے بالآخر ڈاکٹر کرنٹ کو قبرستان سے نکال کر گورا قبرستان کے قریب دفن کیا گیا۔ ڈاکٹر کی قبر پر جو تختی لگی ہوئی ہے اس پر تدفین اول اور تدفین ثانی کی دونوں تاریخیں لکھی ہوئی ہیں۔ گویا قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے سے روکنے کا اعزاز ترمذی صاحب کے حصہ میں آیا۔

ترمذی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں گناہ گار ہوں میری بیوی اور بچے نیک تھے ان کی برکت سے میرے اندر بھی نیکی کا جذبہ پیدا ہوا میں نے قادیانیت کا مطالعہ کیا ہوا تھا وہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ جھوٹی جماعت پر خرچ کرتے ہیں۔ میں سچے نبی کے دین کے لئے اپنی آمدنی کا حصہ کیوں نہ دوں؟ چنانچہ میں نے اپنی حیثیت کے مدِنظر اپنی آمدنی کا دسواں حصہ ختم نبوت کو دینا شروع کردیا۔ جو تاحین حیات جاری وساری رہا۔ اس کی برکت سے اللہ

تعالیٰ نے مجھے اسلام آباد میں گھر دیا اور رزق میں فراوانی کر دی۔ آپ کی استقامت اور عزم کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ کہتے تھے کہ میں نے بس کے ذریعے کراچی جانا تھا۔ میں ویل چیئر کے ذریعے بس پر پہنچا، پورے اکیس گھنٹے کا سفر تھا۔ جگہ جگہ بس رکتی تھی۔ لوگ اترتے کھاتے پیتے تھے۔ مگر میں نہیں اترا نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ مجھے بہت پیاس لگی تو ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی سے پانی مانگ کر اپنی ہتھیلی پر ڈالا اور اس سے انگلی کے ساتھ اپنے ہونٹ تر کر لیتا تھا۔ مجھے پتہ تھا کہ اگر پانی پی لیا تو پیشاب کی تکلیف ہے، لہٰذا مجھے اترنا پڑے گا۔ اس لئے اکیس گھنٹے میں نے نہ پانی پیا نہ بس سے اترنا پڑا حالانکہ بس کا کنڈکٹر بڑی لجاجت سے کہتا تھا: باباجی! آپ نیچے اتریں میں آپ کو واش روم لے جاؤں گا مگر میں نہ اترا۔

فرماتے تھے کہ اسلام آباد میں مولانا عبدالرؤف صاحبؒ نے بہت کام کیا۔ قاضی احسان احمد (حال مبلغ ختم نبوت کراچی) بہت اچھا آدمی تھا اب وہ کراچی چلا گیا ہے۔ اب مولانا طیب فاروقی صاحب کام کر رہے ہیں۔ رسالہ ختم نبوت کے مستقل ممبر تھے۔ عموماً قادیانیوں کی سازشوں کو بے نقاب کرتے رہتے تھے۔ فرماتے یہ جو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل پرائز ملا ہے یہ ’’الفرڈ نوبل‘‘ (Nobel) یہودی کی ایجاد ہے۔ (اس کا متعلقہ مضمون ماہنامہ لولاک کے جولائی 2013ء میں چھپا ہے) یہودی مذہب میں سود حرام ہے۔ مگر اس نے وصیت کی کہ میری وراثت کی رقم بنک میں سود پر رکھی جائے اور اس سود سے نوبل (NOBEL) پرائز دیا جائے۔ دنیا میں بہت سے پڑھے لکھے لوگوں کو یہ پورا انعام ملا مگر جب ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو تہائی انعام ملا تو پاکستانی قادیانیوں نے اسے (NOBLE) انعام مشہور کیا کہ یہ لیاقت کا انعام ہے، حالانکہ ہر آدمی جانتا ہے کہ یہ یہودی کے نام پر انعام ہے۔

جن دنوں زندگی سے مایوسی نظر آ رہی تھی، مجھے بلایا اور کہا کہ میری سفارش کرو۔ حضرت جی ایسی توجہ فرمائیں کہ شب و روز میرا قلب اللہ اللہ کرتا رہے۔ میں نے تکلیف کی وجہ سے جاگنا تو ہوتا ہی ہے کیوں نہ کسی کام میں لگا رہوں۔ یہی طلب تھی کہ حضرت خواجہ خلیل احمد خان صاحب جب اسلام آباد تشریف لائے تو ان کے گھر عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ ویسے تو حضرت کی تشریف آوری کی اطلاع میں کر دیا کرتا تھا مگر ایک دن بغیر اطلاع کے حضرت کو لے کر پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، ترمذی صاحب فرط مسرت سے تڑپ اٹھے، ساتھ ہی سانس اکھڑنے کی شدید تکلیف شروع ہوگئی کافی دیر کے بعد تاب آئے تو گفتگو شروع کی۔

معذوری کے باوجود کسی کی کار پر میرے گھر تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میں آپ کو بازار لے کر جاتا ہوں، آپ حضرت صاحب کے لئے جوڑا پسند کریں، پگڑی پسند کریں اور چپل پسند کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ کپڑے سلوا کر حضرت کو پیش کروں تاکہ وہ پہنیں۔ میں نے مشورہ دیا کہ حضرت کے پاس کپڑے ہیں آپ نے جتنا خرچ کرنا ہے اس کو نقدی کی صورت میں حضرت کی خدمت میں پیش کریں تاکہ حضرت صاحب کسی ضروری جگہ پر خرچ کر کے آپ کو دعا دیں۔ رمضان المبارک سے پہلے جب حضرت خواجہ خلیل احمد صاحب اسلام آباد تشریف لائے تو ترمذی صاحب زیارت کے لئے حاضر ہو گئے، وہ سیڑھی تو نہیں چڑھ سکتے تھے تو خود حضرت صاحب ملاقات کے لئے نیچے تشریف لے گئے جہاں ترمذی صاحب نے ہدیہ بھی پیش کیا اور ایک فوم کا فولڈنگ گدا بھی پیش کیا کہ حضرت ہر وقت سفر میں رہتے ہیں تکیے کی ضرورت پیش آئے تو یہی گدا تکیہ بن جاتا ہے اور اگر لیٹنا پڑے تو گدے کا کام بھی دیتا ہے۔ کتنی مرتبہ فرمائش کرتے کہ حضرت صاحب سے یہ دعا کروائیں یہ دعا کروائیں، میں کہتا کہ حضرت سے ٹیلیفون پر بات کروا دیتا ہوں تو رونے لگ جاتے کہ میں حقیر پر تقصیر ہوں میری یہ حیثیت نہیں کہ حضرت سے بات کرسکوں بس میرے لئے دعا کروادیں۔

اسی معذوری کے باوجود جب حضرت خواجہ خواجگانؒ کا وصال ہوا تو ترمذی صاحب اپنی ویل چیئر کار پر لاد کر خانقاہ شریف پہنچے اور حضرت خواجہ خلیل احمد خان صاحب کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔ بار بار یہ خواہش کرتے کہ کوئی ساتھی تنخواہ پر رکھ لیا جائے جو خانقاہ شریف میں قیام کے دوران مجھے سنبھالے، میں وہاں لمبی مدت رہنا چاہتا ہوں۔

رہیں دل کی دل ہی میں حسرتیں
کہ نشان قضاء نے مٹا دیئے

آپ کے خاندان میں کئی علماء کرام اور حفاظ ہیں، ان کے علاوہ اولاد نہایت ہی خدمت شعار اور اشاروں پر حاضر باش تھی۔ آپ کے بچے اتنے زیادہ حسن اخلاق اور مروت و محبت والے ہیں کہ ترمذی صاحب کے لئے بہت بڑا نیک اعمال کا خزانہ جاری و ساری ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کا حشر کارکنان ختم نبوت کے ساتھ فرمائے اور آپ کی اولاد کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون، ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ و کل شیء عندہٗ باجل مسمّی۔

☆☆..........☆☆

مرزا قادیانی اور اسلامی عبادات

پانچویں قسط

شیخ راحیل احمد، جرمنی

مرزا قادیانی کی زندگی میں ہمیں بہت ساری بوالعجبیاں ملتی ہیں۔ مرزا قادیانی کے ایک خاص مرید نامناسب برکت حاصل کرنے کے لئے، مسجد میں، باجماعت عبادت کرتے وقت مرزا قادیانی کے جسم کو ٹٹولتے تھے۔ بغیر کسی تبصرہ کے۔ مرزا قادیانی کے بیٹے لکھتے ہیں: ”قاضی محمد یوسف پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کردی گئی۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہوگیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم (خاص حصہ) کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔“ (سیرت المہدی، حصہ سوئم ص ۲۱۷، روایت نمبر ۸۹۳) کیا اس مرید کو ان حرکات کی وجہ سے عبادت گاہ سے باہر بھی نکالا گیا؟ بلکہ وہ تو اس سبب کے باوجود خلوت وجلوت کا رازدار رہا۔

نماز باجماعت کا حال تو آپ نے پڑھ لیا۔ اب اپنی حالت نماز پر مرزا قادیانی کی تحریر کیا گواہی دیتی ہے؟ جس کا دعویٰ ہے کہ اس کو خدا نے دنیا کی اصلاح اور ہدایت کے لئے مبعوث کرکے بھیجا ہے، وہ ہی ہمیں بتارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اکثر مہینوں تک اس کو مسنون طریق سے نماز تو دور کی بات قل ہو اللہ نہیں پڑھنے دے رہا۔ کیا اللہ تعالیٰ ایسے امام کے اصلی دعویداروں کے ساتھ ایسا سلوک کرسکتا ہے؟۔ اب مرزا قادیانی کا قلمی اعتراف بھی حاضر ہے۔ ایک دوست کو لکھتے ہیں کہ: ”حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے، کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہوجاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے، اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن (درد جو چڈھوں سے اٹھ کر ٹخنوں تک پہنچتا ہے۔ ناقل) ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا، تقریباً چھ سات ماہ یا زیادہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہوکر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شاید قل ھو اللہ بمشکل پڑھ سکوں کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوجاتی ہے۔“

(خاکسار غلام احمد قادیان، ۵ فروری ۱۸۹۱ء، مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ ص ۸۸ مکتوب نمبر ۶۴)

اس کے علاوہ قادیانی جماعت جس طرح نمازوں کی بار بار ادائیگی سے بچنے کے لئے ان کو جمع کرنے کا طریقہ اختیار کررکھا ہے، اس میں کئی باضمیر قادیانی بھی سوال اٹھاتے ہیں اور کئی قادیانی بچوں نے اپنے والدین سے سوال بھی کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ پانچ نمازیں ہوتی ہیں۔ لیکن جب بھی کوئی اکٹھ ہوتا ہے وہاں یہ تین رہ جاتی ہیں اور گھروں میں بے کار، بے بنیاد عذر تراش کر قادیانی نمازیں جمع کرکے پتہ نہیں کس کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایسے بے شمار واقعات ہمیں مرزا قادیانی کی زندگی سے مل سکتے ہیں۔ نماز کے ساتھ ایسے سلوک کو مدنظر رکھتے ہوئے جب مسلمان حضرات اپنے تحفظ اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں تو کیا وہ غلط کرتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ بہت سارے سمجھدار قادیانی جب اس مضمون کو پڑھیں گے تو یقیناً ان کا ضمیر بھی ان کو سوچنے اور سمجھنے کی طرف راغب کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ بہت سوں کے لئے اس مضمون کو ہدایت کی طرف سوچ اور فیصلہ کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

روزہ:

پہلے دو ارکان اسلام (کلمہ شہادت ونماز) کے ساتھ جو سلوک مرزا قادیانی نے کیا وہ تو آپ نے پڑھ لیا۔ اب روزوں کے ساتھ مرزا قادیانی کیا سلوک کرتے ہیں، اس کا بھی کچھ مختصر حال پڑھ لیں۔ اس مضمون میں کوئی تنقید نہیں صرف ایسے واقعات کو پیش کرنا ہے جن سے مرزا قادیانی کا ارکان اسلام و عبادات اسلام سے برگشتہ ہونا، ان میں تحریف یا ان کی ادائیگی سے ان کی اہمیت وضرورت کو ختم کرنا ظاہر ہو اور قادیانی دوستوں کو ان کے سوال کا جواب مل سکے۔

مرزا قادیانی کے بیٹے کی زبانی، اہلیہ کی گواہی، لکھتے ہیں: ''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا، اس لئے چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے، خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتدا دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں! صرف فدیہ ادا کر دیا تھا، خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانے میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی۔'' (سیرت المہدی، حصہ اول ص۵۹، روایت ۸۱) لیکن روزے تو انہوں نے اکثر نہیں رکھے؟ مرزا قادیانی کی صحت ٹھیک کب رہی؟ اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک نہ تو روزہ کی اہمیت تھی۔ توڑے ہوئے روزے بھی قضا نہیں کئے۔

اگر یہ عذر پیش کیا جائے کہ بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے اور یہ اللہ کی مرضی تھی تو قادیانی دوستوں کی یہ دلیل یا سوال یا جواب ہمارے اس مؤقف کو مضبوط کرتا ہے کہ مرزا قادیانی اللہ کے مبعوث کردہ نبی نہیں تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لئے ایک شخص کو مبعوث کر کے بھیجے اور اس کو جن امور کی باحسن ادائیگی کی تلقین کے لئے بھیجا ہو اسی کو انہیں امور کی ادائیگی میں لاچار اور مجبور کر دے۔ تاکہ وہ کوئی صحیح نمونہ بھی نہ پیش کر سکے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا سلوک اپنے نبیوں اور ان کی اُمت کے ساتھ یہی رہا ہے؟ اور جو نمونہ اس کے ذریعہ اس کے ماننے والوں کے سامنے آئے وہ ادائیگی ارکان اسلام میں تحریف شدہ ہو اور شریعت کے تمام اُصولوں کے خلاف ہو۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ مرزا قادیانی صرف چند سال نہیں عمر کے اکثر حصہ میں بیماری کے خوف کے مارے روزہ نہیں رکھتے تھے یا رکھ سکتے تھے اور سہل راستے اختیار کرتے تھے۔ مرزا کا بیٹا لکھتا ہے: ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بالکل قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا، آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔'' (سیرت المہدی، حصہ سوم ص۱۳۲، روایت ۶۹۷) زندگی کے دوسرے کاموں میں بھی سہل راستہ ہی اختیار کیا۔ اس کی سب سے بڑی مثال مذہبی دکانداری، ہینگ لگی نہ پھٹکری، لکھ پتی بن گئے۔

مرزا قادیانی نے خود تو روزہ کا جو بھی اہتمام اور احترام کیا سو کیا مگر دوسروں کے روزے بھی زبردستی تڑوا دیتے تھے۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ مع ناشتہ ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ ''آپ نے فرمایا سفر میں روزہ ٹھیک نہیں اللہ تعالیٰ کی رُخصت پر عمل کرنا چاہیے۔ چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوا دیئے۔'' (سیرۃ المہدی، حصہ دوم ص۳۳۵، روایت ۳۸۱) اس طرح کے کئی اور واقعات بھی قادیانی جماعت کی کتابوں میں موجود ہیں۔

زکوٰۃ:

مرزا قادیانی اپنے نام کے ساتھ رئیس قادیان بھی لکھا کرتے تھے۔ اب اگر تو رئیس لکھنے کے بعد بھی صاحب نصاب نہیں تو دونوں میں سے ایک جھوٹ ہے اور اگر غریب تھے اس قابل نہیں تھے تو اپنے آپ کو رئیس ظاہر کیا، دنیا کو دھوکا دینے کے لئے، تو کیا اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دھوکہ بازی سکھانے کے لئے مہدی بھیجا تھا یا دھوکہ دہی ترک کرنے کے لئے؟ جس پہلو سے بھی دیکھیں، مرزا قادیانی مسیح، مہدی وغیرہ تو دور کی بات شریف آدمی بھی نظر نہیں آتے۔ اسلام کا بنیادی رُکن مرزا قادیانی کس طرح پس پشت ڈال رہے ہیں۔ پانچ بنیادی ارکان میں سے تین کے ساتھ جو حشر کیا ہے وہ تو سامنے آ گیا، زکوٰۃ کی طرف سے مرزا قادیانی نے اپنی آنکھیں ہمیشہ بند رکھیں۔

بیٹے کی گواہی کیا کہتی ہے؟ ''اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔'' (سیرت المہدی، حصہ سوم ص۶۲۳، روایت ۶۷۲)

اسی بیٹے کی اسی کتاب سیرت المہدی کی دوسری جلد کی گواہی کیا کہتی ہے؟ گھر سے چار ہزار کا زیور اور ایک ہزار نقد۔۔۔ مرزا قادیانی کے بیٹے لکھتے ہیں کہ: ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ رہن نامہ جس کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا باغ حضرت والدہ صاحبہ کے پاس رہن رکھا تھا، میں نے دیکھا ہے وہ باقاعدہ رجسٹری شدہ ہے اور اس کی تاریخ

۲۵/جون ۱۸۹۸ء ہے، زررہن پانچ ہزار روپے ہے جس میں سے ایک ہزار نقد درج ہے اور باقی بصورت زیورات ہے۔ اس رہن میں حضرت صاحب سے مندرجہ ذیل الفاظ درج ہیں:

"اقرار یہ ہے کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ نہیں کراؤں گا، بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زررہن دوں تب فک الرہن کرالوں ورنہ بعد انفصال میعاد بالا یعنی اکتیس سال کے بتیسویں سال میں مرہونہ بالا انہی روپوں میں بیع بالوفا ہو جائے گا اور مجھے دعویٰ ملکیت نہیں رہے گا۔ قبضہ اس کا آج سے کرادیا ہے اور داخل خارج کرادوں گا اور منافع مرہونہ بالا کی قائمی رہن تک مرتہنہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف ۱۹۵۵ء بکرمی سے مرتہنہ دے گی اور پیداوار لے گی۔"

(سیرت المہدی، حصہ دوم ص ۳۳۸، روایت ۳۲۸)

اس رہن نامہ کے ایک ایک الفاظ پر غور کریں اور سر دھنیں کہ یہ ایک خود ساختہ پیغمبر کی بیوی کا اپنے خاوند سے کیا رویہ ہے؟

لیکن آپ ذرا بھی غور کریں کہ ایک خود ساختہ پیغمبر کے گھر میں چھ کلو سونا بھی پڑا ہوا ہے اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں! اور کہاں سے آیا؟

یہ بھی ایک سوال ہے، جہیز میں تو اتنا ملا ہو ممکن نظر نہیں آتا کیونکہ وہ محکمہ انہار کے ملازم، ایک کثیر العیال نقشہ نویس کی بیٹی تھیں اور مرزا قادیانی کے بقول خود ان کے اپنے مالی حالات ایک کم تر درجے کے زمیندار کی طرح ہو گئے تھے اور براہین احمدیہ اور اس کے بعد دوسری کتابیں چھاپنے کے لئے چندے کی اپیلیں کرتے رہتے تھے۔ دوسری طرف جس کی برابری کا نعوذ باللہ دعویٰ ہے اس محسن انسانیت کا یہ حال تھا کہ شام تک گھر میں اگلے دن کے لئے کچھ جمع نہیں رہنے دیتے تھے۔

صدقہ خیرات:

اسلام میں صدقہ خیرات کی اہمیت بہت بیان کی گئی ہے لیکن جو صاحب ساری عمر دوسروں سے اشاعت اسلام کے نام پر، عطیات، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات، مردہ کنجیوں کا مال، سود، مردوں کے قبروں سے نکالے ہوئے کفنوں کی قیمت، عورتوں کے زیورات اپنے لئے اکٹھے کرتے ہوں۔ دعاؤں کے لئے پیسے وصول کریں اور کھل کر کہیں کہ اگر دعا کرانی ہے تو ایک لاکھ مریدوں کو باقاعدہ زبانی اور تحریری طور پر مجبور کریں کہ وہ ماہواری یا باقاعدگی سے ان کو چندہ دیں۔ جس نے وصیت کے نام سے اپنے مریدوں کی جائدادو مال ہتھیانے کا طریقہ اختیار کرکے نسلوں کی روٹی کا بندوبست کرگیا، اس شخص سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ اس نے کوئی صدقہ و خیرات کیا ہوگا۔

مرزا قادیانی نے اگر کبھی کسی کو کچھ دیا تو اس نیت کے ساتھ کہ دور دور تک ان کا نام جائے گا۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کسی رفاہی کام کے لئے بھی ایک روپیہ خرچ کرنے کو تیار نہیں ہوتے تھے۔ صرف لینا جانتے تھے دینا نہیں۔

علی گڑھ کالج کے لئے مرزا قادیانی سے چندہ مانگا گیا، انہوں نے انکار کردیا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی سے کہا گیا کہ علامتی طور پر ایک روپیہ ہی چندہ دے دیں مگر انہوں نے اس سے بھی انکار کردیا۔ حالانکہ اسی کالج میں ان کا پوتا مرزا عزیز پسر مرزا سلطان احمد جس کو مرزا قادیانی نے دیوث اور دشمن اسلام قرار دے کر عاق کیا تھا، بھی اس کالج میں پڑھ رہا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سادات کے لئے صدقہ وزکوٰۃ کو حرام قرار دیا ہے لیکن مرزا قادیانی نے جائز قرار دے دیا۔ بیٹے کی لکھی روایت ہمیں بتاتی ہے کہ: "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ...... (مرزا قادیانی۔ ناقل) فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ صدقہ اور زکوٰۃ سادات کے لئے منع ہے۔ مگر اس زمانہ میں جب ان کے گزارہ کا کوئی انتظام نہیں ہے تو اس حالت میں اگر کوئی سید بھوکا مرتا ہے اور کوئی اور صورت انتظام کی نہ ہو تو بے شک اسے زکوٰۃ یا صدقہ میں سے دے دیا جائے۔ ایسے حالات میں حرج نہیں ہے۔"

(سیرت المہدی، حصہ سوم ص ۱۸، روایت ۷۷۳)

"قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ۱۹۰۶ء کی بات ہے کہ ایک سائل نے جو اپنے آپ کو نوشہرہ ضلع پشاور کا بتاتا تھا اور مہمان خانہ قادیان میں مقیم تھا حضرت صاحب کو خط لکھا کہ میری مدد کی جائے۔ مجھ پر قرضہ ہے۔ آپ نے جواب لکھا کہ قرض کے واسطے ہم دعا کریں گے اور آپ بہت استغفار کریں (خود کچھ بھی نہیں کیا۔ ناقل) اور اس وقت ہمارے پاس ایک روپیہ ہے جو ارسال ہے۔"

(سیرت المہدی، حصہ سوم ص ۳۵، روایت ۸۰۷)

یہ ہے قادیانی مہدی کا مال کا لٹانا! کہو قادیانی دوستو! ایسے مہدی کا ہی انتظار تھا تمہیں؟

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک عرب جگہ جگہ سے گھومتا ہوا آیا اور اس نے مرزا قادیانی سے کچھ مدد مانگی۔ مرزا قادیانی نے اس کو کچھ رقم دی۔ بعض اصحاب نے کہا کہ حضور آپ نے تو اس کو اتنی رقم دے دی۔ تو مرزا قادیانی نے کہا کہ یہ جگہ جگہ گھومنے پھرنے والا ہے۔ ہر جگہ ہماری سخاوت کا ذکر کرے گا، ہمارا نام پہنچائے گا۔ مسلمان کو: کرنے والے مہدی کا نہیں بلکہ کام کرنے والے مہدی کا انتظار کر رہے ہیں!

(جاری ہے)

روح افزا
SHARBAT
ROOH AFZA
اور کیا چاہیئے!

صرف ایک سوال

مفتی ابو عکاشہ

دنیا میں بڑے بڑے عیار، مکار، فریب کار، دھوکا باز اور دین بے زار لوگ آئے اور اچھے بھلے انسانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر عیارانہ چال بازیوں سے اپنی اصلیت کو دنیا سے مخفی رکھنے کی سرتوڑ کوشش کرتے رہے، مگر حق تعالیٰ شانہ نے ان کے مقابلہ میں ایسے صاحب بصیرت رجال کار اہل حق پیدا فرمائے جو اپنی فراستِ ایمانی کی بدولت ان کی فریب کاریوں کے پردہ چاک کرتے چلے آئے۔

آج ایک ایسے مکار و عیار شخص کی حیرت انگیز داستان سناتے ہیں جو نہ تو اپنے آپ کو مسلمان ثابت کر سکتا ہے اور نہ ہی کافر ہونا تسلیم کرتا ہے۔

مشہور قادیانی مبلغ خواجہ کمال الدین ایک مرتبہ رنگون گیا، بڑا ہی عیار، چالاک اور چال باز تھا، اس نے اہل رنگون کے سامنے اپنے اسلام کا دعویٰ کیا اور اپنے کفر کو چھپانے کی بھرپور کوشش کی، کہنے لگا:

''ہم قرآن کو مانتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول تسلیم کرتے ہیں، غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے، یہ علماء خواہ مخواہ ہمیں کافر کہتے ہیں اور ہمیں بدنام کرتے ہیں، حالانکہ ہم سچے اور پکے مسلمان ہیں۔''

سادہ لوح مسلمان اس عیار کی باتوں میں آجاتے اور خاموش ہو جاتے، اس کی تقریریں ہونے لگیں، عوام میں دن بدن اس کو مقبولیت حاصل ہونے لگی، مقامی علماء سے اس کی گفتگو بھی ہوئی مگر چال بازی کی وجہ سے اپنی اصلیت ظاہر نہ ہونے دیتا اور بڑی ڈھٹائی سے قادیانیت کے کفر کو اسلام کا لبادہ اڑھا کر غیر محسوس طریقے سے اس کا پرچار کرنے لگا۔

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ علماء نے اپنے فتاویٰ میں، عدالتوں نے اپنے فیصلوں میں، پاکستان کی قومی اسمبلی اور تقریباً تمیں اسلامی ممالک نے اپنے قانون میں چھ بنیادی وجوہ کفر:

۱:... ختم نبوت کا انکار۔

۲:... دعویٰ نبوت کہ ایسی ہی نبوت مراد ہے جیسے پہلے انبیاء علیہم السلام کی تھی۔

۳:... ادعائے وحی اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

۴:... عیسیٰ علیہ السلام کی توہین۔

۵:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین۔

۶:... عام امت محمدیہ کی تکفیر۔

کی بنا پر مرزائیوں کے تمام گروہوں کو دائرہ اسلام سے خارج، مرتد اور کافر قرار دیا جبکہ سعودی عرب، لیبیا اور دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع اور انہیں ''عالم کفر کا جاسوس'' قرار دیا گیا ہے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز مضمر ہے۔

علاوہ ازیں ''قادیانیت کے کفر پر'' مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی امامت میں بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کے جنازہ کے موقع پر ''غیر مسلم سفرا'' کے ساتھ اظہار یکجہتی کر کے جنازہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا:

''مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے یا مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ۔''

اس طرح چوہدری ظفر اللہ خان نے بھی تاریخ میں اپنی شہادت ریکارڈ کرائی کہ: ''مسلمانوں کا مذہب الگ ہے اور قادیانی ان سے الگ ایک نئے مذہب کے پیروکار ہیں۔''

چنانچہ خواجہ کمال الدین کی فتنہ انگیزیوں کی وجہ سے رنگون کے ذمہ دار بہت فکر مند تھے کہ عوام کو کس طرح اس فتنہ سے محفوظ رکھیں؟ اہل رنگون کو کیسے فتنہ ارتداد سے تحفظ فراہم کر کے ان کا ایمان بچایا جا سکے؟ طویل غور و خوض کے بعد طے پایا کہ اس کے لئے امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی صاحب کو بلایا جائے۔

چنانچہ اس فتنۂ خبیثہ کے استیصال کے لئے حضرت کو مدعو کیا گیا، ادھر رنگون میں حضرت کی تشریف آوری کی شہرت بھی ہو گئی کہ بہت جلد مولانا عبدالشکور لکھنوی تشریف لا رہے ہیں وہ اس سے گفتگو کریں گے، لیکن سنت اللہ یہ ہے کہ جب نور آتا ہے تو ظلمت اور تاریکی خود بخود چھٹ جاتی ہے، جب حق آتا ہے تو باطل اس کا سامنا نہیں کر سکتا۔

بالآخر چشم فلک نے ''جاء الحق وزھق الباطل'' کا عملی مظاہرہ دیکھا کہ خواجہ کمال الدین نے مولانا کا نام سنتے ہی راہ فرار اختیار کرنے میں ہی عافیت دیکھی۔ مولانا تشریف لائے، مولانا نے اپنے ایمان افروز خطبات میں عوام کو حقیقت سے باخبر کیا، جس سے عوام نے سکھ کا سانس لیا اور اپنے ایمان کے بچ جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اس کے بعد مولانا لکھنوی نے رنگون کے ذمہ دار علماء کرام کا اجلاس بلایا اور فرمایا کہ آپ حضرات نے غور فرمایا کہ وہ کیوں فرار ہو گیا ہے؟ وہ سمجھ گیا تھا کہ: میں اس سے صرف ایک سوال کروں گا کہ تمہارے نزدیک مرزا قادیانی مسلمان ہے یا کافر؟

اس کے پاس اس کا جواب نہیں تھا جو جواب بھی دیتا پکڑا جاتا، کیونکہ قادیانی ہوتے ہوئے مرزا کو کسی حال میں کافر تو کہہ نہیں سکتا تھا، اگر مسلمان کہتا تو اس پر بھی اس کی گرفت ہوتی کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت ہو وہ کسی حال میں مسلمان نہیں رہ سکتا، ایسے آدمی کو مسلمان سمجھنا خود کفر ہے۔

میں اس سے صرف یہی ایک سوال کرتا اور انشاء اللہ وہ اسی ایک سوال پر لاجواب ہو جاتا اور اس کا راز فاش ہو جاتا۔ (فتاویٰ رحیمیہ، ۶/۱۷۶) ☆☆

زمانہ نبوی کے
گستاخانِ رسالت کا عبرتناک انجام

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

آخری قسط

رفاعہ بن قیس اشجعی کا قتل:

اپنے قبیلے کا مشہور آدمی رفاعہ بن قیس اشجعی اسلام کے بدترین دشمنوں میں سے تھا۔ وہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی کیا کرتا اس کی اس سے بھی تسلی نہیں ہوتی تھی اپنی اندھی نفرت پر قابو نہ پاسکا تو بنو جشم کے کثیر تعداد لشکر لے کر وہ مقام غابہ کے پاس خیمہ زن ہوا تا کہ مزید لوگوں کو جمع کرے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت پر بھڑکائے۔

اس کا اصلی مقصد مدینہ پر حملہ کرنا تھا، یہ خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تو انہوں نے ابن ابی حدرد نیز دو اور مسلمانوں کو طلب کیا کہ وہ جائیں اور رفاعہ کا کام تمام کردیں یا اسے آپ کے پاس پکڑ لائیں۔ ابن ابی حدرد نے بیان کیا، ہم رفاعہ کی لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں شام کو پہنچے جب ہم نے اس کے خیمہ کا احاطہ کرلیا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب وہ مجھے اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے سنیں اور لشکر گاہ کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھیں تو وہ بھی ایسا ہی کریں ہم دشمن پر دفعتاً حملہ کا منصوبہ بنا رہے تھے۔

اچانک ان کا سردار رفاعہ خیمے سے تلوار لہراتا ہوا نکلا اس کے حامیوں نے اسے اکیلا نہ جانے کے لئے بہت کہا، انہیں ڈر تھا کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ لیکن وہ تنبیہ کو خاطر میں نہ لایا جیسے ہی وہ میرے بہت قریب سے گزرا میں نے ایک تیر چلایا جو اس کے دل کے پار نکل گیا اور اسے ہلاک کر گیا۔ میں نے لپک کر اس کا سرتن سے جدا کردیا میں لشکر کی طرف اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے بھاگا۔ حسب ہدایت میرے دو ساتھیوں نے بھی ویسا ہی کیا اس سے لشکری اتنے خائف ہوئے کہ وہ اپنے بیوی بچوں سمیت فرار ہوگئے میں رفاعہ کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اس کام کی وجہ سے اتنے خوش ہوئے کہ آپ نے مجھے بطور انعام ۱۳ اونٹ عطا فرمائے۔

(گستاخ رسول کا عبرتناک انجام ص:۲۶۶،۲۶۷)

معاویہ بن مغیرہ قتل:

معاویہ بن مغیرہ ایک دشمن اسلام تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا، اس نے معرکہ بدر میں بھی حصہ لیا، جہاں وہ قیدی ہوا اور مدینہ لایا گیا، جب وہاں پہنچ گیا تو اس نے حلف اٹھایا کہ وہ آج کے بعد کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی نہیں دے گا اور نہ ہی اسلام کے خلاف دشمنانہ کارروائیوں میں حصہ لے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کردیا اور وہ واپس مکہ چلا گیا، لیکن جیسے ہی یہ کافر جنگلی حیوان مکہ پہنچا، اس نے اپنا حلف توڑ دیا اور پھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بدزبانی کرنے لگا اور دشمنانِ اسلام کے ساتھ مل گیا اتفاق ایسا ہوا کہ وہ پھر قید ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا، اس نے ایک بار اور معافی طلب کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہتے ہوئے اس کی بات رد کردی۔

”ایک سچا مسلمان ایک ہی سانپ سے دوبارہ کبھی نہیں ڈسا جاتا۔ اے معاویہ بن مغیرہ! تم کبھی بھی مکہ نہیں جاسکو گے کہ کہو میں نے محمد کو دوبارہ دھوکا دیا ہے خوب غور سے سنو ایک سچا مسلمان دوبار نہیں ڈسا جاسکتا، اے زبیر، اے عاصم اس کا سر قلم کردو“ اور اس حکم کی فوری تعمیل ہوئی اور اس کا سرتن سے جدا ہوگیا۔

(گستاخ رسول کا عبرتناک انجام ص:۲۶۷)

ابن سینہ یہودی کی موت:

گستاخ رسول کعب بن اشرف یہودی کے قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ اس قسم کے یہود کو جہاں کہیں پاؤ قتل کرڈالو۔ چنانچہ حویصہ بن مسعود کے چھوٹے بھائی محیصہ بن مسعود نے ابن سینہ یہودی کو قتل کرڈالا جو تجارت کرتا تھا اور خود حویصہ، محیصہ اور دیگر اہل مدینہ سے لین دین کا معاملہ رکھتا تھا۔

حویصہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور محیصہ پہلے سے مسلمان تھے حویصہ چونکہ عمر میں بڑے تھے تو انہوں نے محیصہ کو پکڑ کر مارنا شروع کیا اور کہا کہ اے اللہ کے دشمن! تو نے اسے قتل کرڈالا واللہ اس کے مال سے کتنی چربی تیرے پیٹ میں ہے محیصہ نے کہا: مجھ کو اس کے قتل کا ایسی ذات نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ ذات بابرکت تیرے قتل کا بھی حکم دیتی تو واللہ تیری بھی گردن اڑادیتا حویصہ نے کہا: پکی بات ہے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو میرے قتل کا حکم دیں تو واقعی تو مجھ کو قتل کرڈالے گا محیصہ نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! اگر

تیری گردن مارنے کا حکم دیتے تو ضرور تیری گردن اڑا دیتا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بعد ذرہ برابر تیرے بھائی ہونے کا خیال نہ کرتا حریصہ یہ سن کر حیران رہ گئے اور بے ساختہ بول اٹھے کہ: خدا کی قسم یہی دین حق ہے جو دلوں میں اس درجہ راسخ مستحکم اور رگ و پے میں اس درجہ جاری وساری ہے اس کے بعد حویصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سچے دل سے اسلام قبول کیا۔(استیعاب ۱۳۶۴۳)

اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شاتم رسول کی سزا میں دوستی اور بھائی بندی کا کوئی خیال نہیں کیا جائے گا، کیونکہ یہ دین کا معاملہ ہے۔ ☆☆

ختم نبوة

ایم اے عزیز رومی

ہوئی ختم شاہ عرب پہ نبوت
نہ کوئی نبی آئے گا فی الحقیقت
ہوا جلوہ گر پہلے نور محمد
اور آخر میں بخشی خدا نے رسالت
محمد ﷺ کا دین اب مکمل ہوا ہے
قیامت کے دن تک یہی ہے شریعت
ہے اطاعت محمد ﷺ کی اطاعت خدا کی
مسلمانوں کو کافی ہے قرآن و سنت
ہیں ہم امتی مصطفی ﷺ کے جہاں میں
نہیں چاہئے ہم کو بگڑی ارادت
کہے کوئی پھر یوں کہ بعداز محمد ﷺ
"نبی" اک "ہوا" تو کیسی شرافت
ہے فاجر وہ دنیا میں کذاب ہے وہ
یقیناً اُسے ہوگی ہر جا پہ ذلت
دکھاتا ہے سرگرمی کیوں اب تو ناداں
تیری رہبری کی نہیں ہے ضرورت
نہ ہرگز مسلمان گمراہ ہوگا!
ہے بے کار سب تیری کوشش یہ محنت
تیری ہوگی رسوائی محشر میں کیسی
محمد ﷺ کی جب ہوگی ہم پہ شفاعت
دکھا دُرّہ فاروقؓ کا اس کو رومی
جو کرتا ہے ایمان و دیں سے شرارت

اسلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

32 ویں سالانہ دو روزہ عظیم الشان ختمِ نبوّۃ کانفرنس

بمقام مسلم کالونی چناب نگر

بتاریخ 24-25 اکتوبر 2013 جمعرات جمعۃ المبارک

زیر صدارت
حضرت اقدس مولانا عبد المجید لدھیانوی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر سرپرستی
حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
استاذ المحدثین
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر نگرانی
حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ
ولی ابن ولی
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

توحید باری تعالیٰ جل شانہٗ
سیرت خاتم الانبیاءﷺ
عقیدۂ ختم نبوّۃ
حیات عیسیٰ علیہ السلام
عظمت صحابہؓ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم
اتحادِ اُمّت

اور ظہور مہدی جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان: 061-4783486
چناب نگر: 047-6212611
لاہور: 0300-4304277